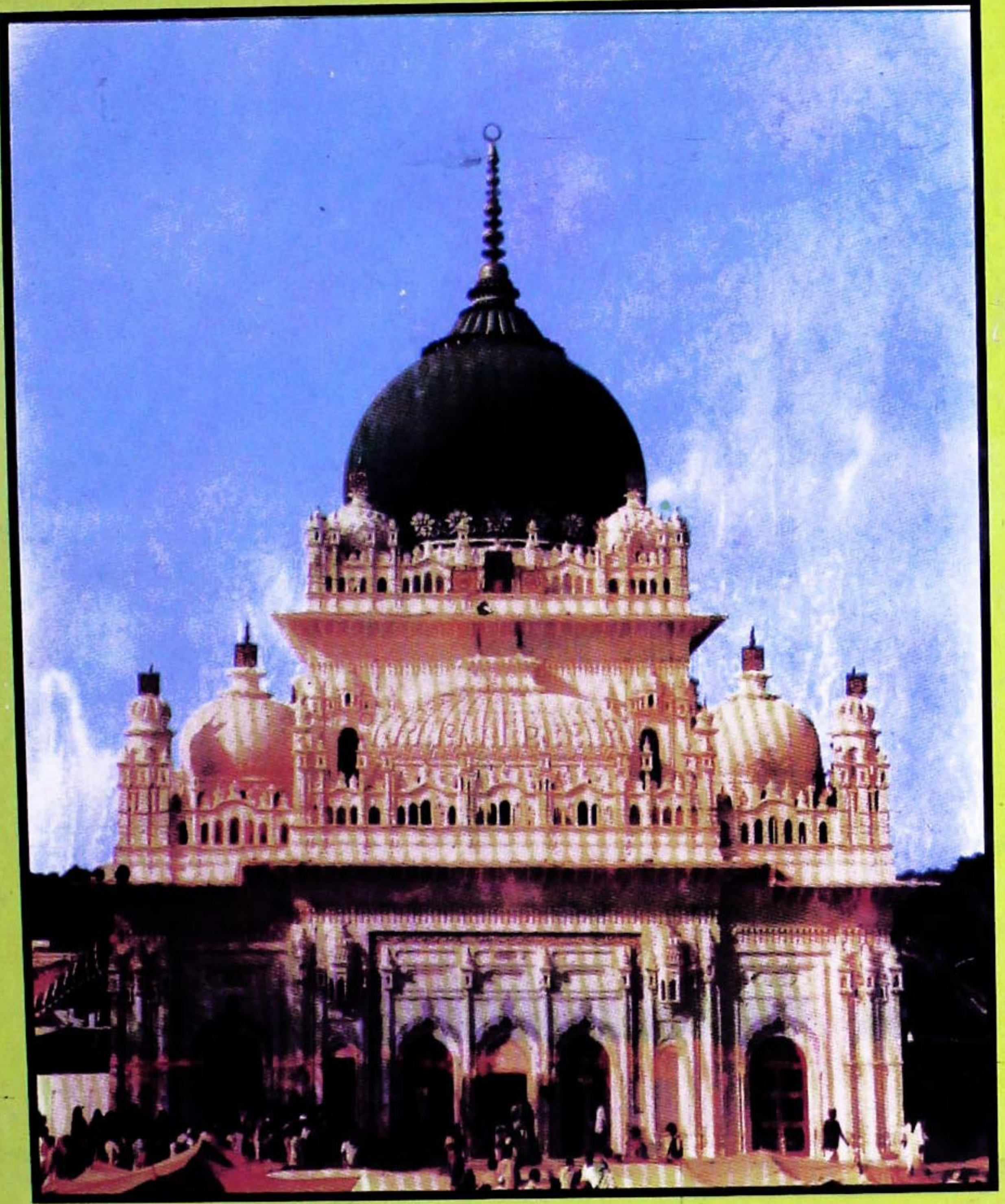


# عقلمند حضرت عکس حضرت



حقائق و معارف آگاہ۔ بادہ کش اُست و بلی صوفی الحاج  
ابوالارشاد حضرت حیرت شاہ صاحب حیرت وارثی رحمۃ اللہ علیہ

پیشکش: حضرت عنبر شاہ وارثی پبلیکیشنز پاکستان



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ

عقلمند حیرت

عکس حیرت

از تصنیف لطیف

الحاج بابا حضرت حیرت شاہ صاحب حیرت وارثیؒ

پیشکش: حضرت عمر شاہ وارثیؒ پبلیکیشنز پاکستان



الحاج بابا حضرت حیرت شاہ صاحب حیرت وارثیؒ

## ۳ ہوالوارث الکریم

بنام مجموعہ کلام ----- عکس حیرت و نقش حیرت  
مصنف ----- عارف باللہ شہید محبت حضرت الحاج بابا حیرت شاہ وارثیؒ  
طبع جدید ----- ۲۸ جمادی اول ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۵ جون ۲۰۰۶ء  
تعداد ----- ایک ہزار

زیر اہتمام ----- حضرت عنبر شاہ وارثیؒ پبلی کیشنز پاکستان

ہدیہ -----

(مجموعہ ہذا ملنے کے پتے)



1- آستانہ عالیہ وارثیہ بر مزار پر انوار حضرت الحاج بابا حیرت شاہ وارثیؒ

پاپوش نگر قبرستان ناظم آباد کراچی

2- مکتبہ وارثی مین بازار بورے والہ (پنجاب)

3- 464- اسٹریٹ 63- جی 9/4 اسلام آباد، پاکستان

4- خانقاہ عالیہ جامعہ وارثیہ ٹرسٹ میانوالی کالونی اندرون میوہ شاہ قبرستان

منگھو پیر روڈ، سائٹ ایریا کراچی۔ فون 2566910

5- الوارث گولڈ سمٹھ، پکی ٹھٹی روڈ سمن آباد نزد مسجد حافظ والی لاہور۔

### نوٹ

ہر جمعرات دن 2 بجکر 50 منٹ پر گل پوشی و قل شریف دعا خیر بعد تقسیم لنگر  
ماہانہ قمری چاند کی 28 تاریخ دن 2 بجکر 50 منٹ پر گل پوشی و قل شریف دعا خیر بعد لنگر  
یکم صفر سالانہ عرس وارث پاک قدس سرہ

28 جمادی اول سالانہ عرس مبارک حضرت بابا حیرت شاہ وارثیؒ

بمقام آستانہ عالیہ وارثیہ بر مزار مبارک حضرت بابا حیرت شاہ صاحب وارثیؒ پاپوش نگر قبرستان ناظم آباد کراچی۔

عقیدت مند حضرات شرکت فرما کر فیضان روحانی حاصل فرمائیں۔

ہوالوارث الکریم

135185

نذر جدید

محترم قارئین، حضرت عنبر شاہ وارثیؒ پبلی کیشنز پاکستان اپنی اس پیشکش کو

شیخ الشیوخ عالم زہد الانبیاء فرید الملت والدین

حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس اللہ سر العزیز

کے منظور نظر

دیوان

حضرت میاں دیوان مسعود مودود چشتی فریدی دام ظلکم

کی خدمت بابرکت میں تجلیاں خصوصی قلبی

و بلحاظ و موافقت روحی ہدیتاً

پیش کر کے آرزو منہ قبولیت ہیں

زبیر احمد گلزاری

حضرت عنبر شاہ وارثیؒ پبلی کیشنز پاکستان

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هو الوارث الکریم

معزز قارئین

السلام علیکم

جیسا کہ آپ کے علم میں باخوبی ہے کہ حضرت عنبر شاہ وارثیؒ پبلی کیشنز پاکستان زیر سرپرستی حضرت مخدومی قبلہ خواجہ دلبر علی شاہ وارثی مدظلہ ۱۹۹۳ء سے دینی و روحانی قدیم و جدید اشاعت میں مصروف عمل ہے۔

پبلی کیشنز ہذا کی اول پیشکش حضرت بابا الحاج سید عنبر علی شاہ وارثیؒ کے بار اول مجموعہ کلام بنام العشق هو اللہ کی اشاعت تھی پھر عقیدت مند اہل ادب حضرات کے بے حد اسرار پر اگست 1999ء میں کلیات عنبر وارثیؒ شائع کیا جو ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو گیا۔ پھر 2005ء میں صد سالہ جشن وارث پاکؒ کے موقع پر ایک عظیم الشان مجلہ بیادگار عام وارث الاولیاء شائع کیا پھر مارچ 2006ء میں حضرت بابا کمال شاہ وارثی دیوہ ہاشمی کا کلام بکمال کتابچہ شائع کیا، اب کلیات عنبر وارثیؒ حسب فرمائش جناب فاروق احمد صاحب اور سلام اہلبیتؑ از نتیجہ فکر جناب استاد باقر حسین باقر شاہ جہانپوری مرحوم زیر طباعت ہے۔ غرضیکہ اب آپ کے پیش نظر حسب فرمائش جناب محترم زبیر احمد گلزار صاحب سلسلہ عالیہ وارثیہ کے جلیل القدر علمی و روحانی بزرگ

شخصیت عارف باللہ شہید محبت حضرت الحاج بابا حیرت شاہ وارثیؒ کے مجموعہ کلام نورث، ندائے نجیبی اور یہ کتاب چھپوا کر دلبر شاہ صاحب کو دے دی گئیں  
ندائے نجیبی بعد میں بقیع سلطان ہوں

بنام عکس حیرت و نقش حیرت ایک ہی جلد میں یکجا زیور طباعت سے آراستہ پیش خدمت ہیں۔ حضرت عنبر شاہ وارثی ”پبلی کیشنز پاکستان مستقبل میں سلسلہ عالیہ وارثیہ و دیگر بزرگان دین کے تمام شعری خزانہ کو منظر عام پر لانے کا خواہشمند ہے جو ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکے لہذا اس سلسلے طباعت روحانی میں ان تمام حضرات سے التماس ہے کہ جن کے پاس بزرگان سلسلہ عالیہ وارثیہ و دیگر بزرگان کا کلام موجود ہے لیکن کسی بھی وجہ سے طباعت سے محروم ہے اور عقیدت مند ان کے کلام سے نہ صرف نہ آشنا ہیں بلکہ ان کے روحانی فیضان سے بھی محروم ہیں۔

لہذا حضرت عنبر شاہ وارثی ”پبلی کیشنز پاکستان کو وہ ادبی روحانی مسودے عنایت فرمائیں تاکہ انہیں طباعت سے آراستہ کر کے اشاعت کی سعادت کے ساتھ ساتھ عقیدت مندوں تک شعری سرمایہ پہنچا کر بزرگان دین کی خدمت کی سعادت حاصل کر سکیں، ہمیں قوی امید ہے کہ آپ اس کارِ خیر میں جلد از جلد ہم سے تعاون فرمائیں گے

اے وارثِ دو عالم اب اسکی لاج رکھنا

تیری ہی رحمتوں سے حیرت کی آبرو ہے

طالب دعا

میاں نور محمد وارثی

سیکرٹری جنرل پبلی کیشنز ہذا



## بیان حیرت

اب تو ہر عنوان حیرت، حیرت عنوان ہے  
حیرت خاموش گویا حیرت گفتار ہے۔

حیرت، حیرت آفرین، حیرت افزا، حیرت زدہ، حیران  
ان سب لفظوں کی لغوی تاثیر حضرت قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ کی پُر نور روحانی شخصیت میں ظاہر و  
باطن آشکار نظر آتی ہے۔

وارثی حیرت جہاں پر چھا گئی

صدقے اپنے جامہ احرام کے

گویا کہ سارا کا سارا انداز زندگی حیرت ہی حیرت میں گم و محو تھا

کیونکہ جس وقت آپ اس دنیائے فانی میں ظہور پزیر ہوئے تو عکس حیرت بن کر چھا گئے

زمانے پہ چھائے نہ کیوں بن کے حیرت

تمہاری نظر میں سمایا ہوا دل

پھر اس دنیائے فانی میں ۷۶ سال جمال حیرت کی کرشمہ سازی فرماتے رہے۔

میری حیرت کے نقشے میں سمایا گلشن عالم

ہر اک ذرے کو پایا اپنی حیرت کا نشان ہم نے

پھر اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی تو نقش حیرت ہو گے

مرتے مرتے بھی رہا آپ کا ارماں مجھکو

چلتے دم خوب ملا حشر کا ساماں مجھکو

حسن آئینہ ہوا عشق کی حیرت نہ گئی

ان کی حیرت نے کبھی چھوڑا نہ حیراں مجھکو

معزز قارئین

سلسلہ عالیہ وارثیہ کی اس حیرت کو با وضو ملاحظہ فرمائیں۔

یقیناً آپ کو عکس حیرت اور نقش حیرت کا مطالعہ روحانی حیرت میں گم کر دے گا۔

اور جب آپ روحانی حیرت میں گم ہو جائے گے تو آپ پر روحانی ابر حیرت بر سے گی

شعر حیرت فزائے عالم میں

سب کا ان میں بیاں ہے گویا

میں حضرت عنبر شاہ وارثی ”پبلی کیشنز پاکستان کی اس حیرت انگیز پیشکش پر محترم المقام قبلہ خواجہ دلبر شاہ صاحب وارثی اور  
جملہ اراکین کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ

اُن کی حیرت نصیب ہو جاتی

میں بھی آئینہ ساز ہو جاتا

خیر اندیش

زبیر احمد گلزاری

ساکن اسلام آباد پاکستان

عارف باللہ شہیدِ محبت سرِ اِپس حیرتِ جمالِ نقشِ حیرت

## حضرت الحاج فقیر بابا حیرت شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

**جن کا فیضانِ محبت آج بھی جاری و ساری ہے**

تحریر: \_\_\_\_\_ حضرت خواجہ دلبر علی شاہ وارثی صاحب مدظلہ

سرپرست اعلیٰ:

حضرت عنبر شاہ وارثی پبلی کیشنز پاکستان

خداوندِ عالم جس کو خوبی عطا فرماتا ہے، اس کو ہر اعتبار سے گلدستہء قدرت بنا کر اہل عالم کے روبرو پیش کرتا ہے تو اہل دانش ہی نہیں ساری کی ساری دنیا اسے حیرت سے دیکھتی اور حیراں ہوتی ہے کہ

وہ مصور کیسا ہوگا

جس کی یہ تصویر ہے

یہ مجسمہء حیرت ۱۸۸۷ء کو شہر جالندھر حویلی حسن خان کے ایک دین دار آرائیں خاندان میں ظہور پزیر ہوا، والد بزرگ نیک سیرت کا نام میاں احمد بخش صاحب وارثی تھا، والدین نے مجسمہء حیرت کا نام عبدالرحیم رکھا۔

حضرت سید بابا عنبر علی شاہ صاحب وارثی اپنی قلمی تصنیف میں بزرگانِ جالندھر کی روایت نقل کرتے ہیں کہ عزیز و احباب اس مجسمہء حیرت کو دیکھ کر محو حیرت رہ جاتے اور بے ساختہ جوش عقیدت سے آپ کے والدین کو مبارک باد پیش کرتے۔

تجلیِ جمالِ روئے جاناں

تجھے اے دیدہ حیراں مبارک

گویا کہ آپ نہایت ہی حسین و جمیل ظہور پزیر ہوئے تھے کہ ہر خاص و عام آپ کے حُسنِ مُطلق کو دیکھ کر محو حیرت ہو جاتا، آپ کو ظاہری حُسن و جمال کے ساتھ باطنی طور پر بھی حق تعالیٰ نے حُسنِ ظن و حُسنِ اخلاق کی

دولت سے مزین فرمایا تھا۔

آپ کا جلوہ بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ

جس کو آجائے نظر وہ بھی تماشا ہو جائے

دیگر یہ کہ بچپن ہی سے آپ پاکیزگی و پاک دامانی سے آراستہ تھے، یعنی نماز اور روزہ کا حد درجہ شوق دامن گیر تھا، والدین سے اذان کی آگاہی کرتے کہ اذان کب ہوگی مجھے مسجد جانا ہے جب اذان ہوتی تو آپ وضو فرما کر بڑی ہی عقیدت و محبت سے مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا فرماتے شہر جالندھر کے صاحبِ باطن بزرگان آپ پر خصوصی شفقت و محبت فرماتے تھے کیونکہ وہ آپ میں درویشی کے جوہر عیاں دیکھ رہے تھے

حریم ناز میں اور چھپ کر بیٹھنے والے

کبھی تو اہل نظر بے نقاب دیکھیں گے

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم و تربیت اپنے گھر ہی پر حاصل فرمائی پھر شہر جالندھر کے ایک ہائی اسکول سے میٹرک اعلیٰ درجہ پاس کر کے بعدہ سینٹ اسٹیفن کالج دہلی سے انٹر پھر اسلامیہ کالج لاہور سے گریجویشن کیا مگر دورانِ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود آپ نماز سے غافل نہ ہوئے گریجویشن کرنے کے بعد گورنمنٹ پنجاب کے مختلف محکموں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ پھر ICS کر کے پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف میں اسٹنٹ ڈائریکٹر سے ترقی کر کے ڈپٹی ڈائریکٹر مقرر ہوئے اسی دوران 1927ء میں ایک روز شہر جالندھر میں سرِ راہ حضور امام وارث الاولیاء قدس سرہ کے مرید خاص و خرقہ پوش فقیر عاشق رسول فدائے وارث کونین حضرت قبلہ میاں بیدم شاہ صاحب وارثیؒ کی چشمِ کرم آپ میاں عبدالرحیم پر پڑی تو بے ساختہ نگاہیں بول اٹھیں کہ "وہ لے لیا دل" بقول از خود میاں عبدالرحیم کہ!

یہ حضور قبلہ میاں (بیدم شاہ) وارثیؒ کی چشمِ نیم باز کا اعجاز حسن تھا کہ کرشمہء عشق وارث کہ جس نے مجھ کو جو تحیر کر دیا بس پھر کیا تھا دل کی دنیا ہی زیروز بر ہو کر رہ گئی شب و روز ایسی کیفیات میں گم و بسر ہونے لگے، آخر ایک شب عالم رویا میں مجھ ناچیز کو حضور سیدنا امام وارث الاولیاء سرکار عالم پناہ قدس سرہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا کہ اول حضور سرکار عالم پناہ قدس سرہ نے مجھ ناچیز کو طلب فرمایا تو خادم خاص حضرت میاں فیضو شاہ صاحب وارثیؒ نے میرے نام کی منادی کی تو میں سرکار کے حضور حاضر ہو کر قدم بوس ہوا تو سرکار عالم پناہ

قدس سرہ نے اپنے دست مبارک سے مجھے شہین نوش کروائی پھر میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور میرا ہاتھ (حضرت) قبلہ میاں بیدم شاہ صاحب وارثی کے دست مبارک میں دے کر ارشاد فرمایا "لو یہ ہماری حیرت ہے، اسکو حفاظت سے رکھو"

جب صبح بیدار ہوا تو صبح صادق کا وقت تھا، اور میری آنکھیں نور علی نور ہو گئیں تھی مجھے زمین و آسمان کی ہر مخفی شے نظر آرہی تھی، اسی عالم میں وضو کر کے نماز فجر کے لئے مسجد چلا اور نماز باجماعت ادا کی مسجد میں سب نمازی مجھے حیرت سے دیکھنے لگے اس وقت میری آنکھیں روشن چمک دار منہ اور جسم سے خوشبو کی مہک جاری تھی امام صاحب نے بڑی شفقت و محبت سے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کیا شب کو حاجی وارث پاک کی زیارت تو نہیں ہوگئی جس کی وجہ سے تم محو حیرت ہو میں امام صاحب کی مبارک باد کے ساتھ ہی گھر آ گیا مگر میری دلی کیفیات میں اور بھی بے قراری طاری ہوتی گئی۔

اسی بے قراری کے عالم میں میں دلی روانہ ہو گیا تو اول دہلی شریف میں درگاہ حضرت شیخ کلیم اللہ چشتی میں قدم بوسی و سلامی پیش کی پھر حضرت سرد مست قلندر شہید کے مزار مبارک پر قدم بوسی پیش کی وہاں ایک مست درویش نے با آواز بلند صدالگائی کہ (حضرت) نصیر الدین محمود دہلی شریف کا روشن چراغ ہیں حضرت امیر خسر و محبت ہیں حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی ہیں اور ساری دہلی کے قطب اقطاب خواجہ بختیار کاکی ہیں، پھر میں نے اس درویش کے اشارہ پر ان سب بارگاہ خواجگان میں قدم بوسی و سلامی دی اور آخر درگاہ سرکار قطب اقطاب مہر ولی میں شب باشی کی کہ شب کو حضور سرکار قطب اقطاب نے ارشاد فرمایا کہ پھر حضرت سرد مست قلندر شہید کی بارگاہ میں سلامی پیش کرو میں یہ حکم پا کر صبح ہی جامع مسجد دہلی مزار پر انوار سرد مست قلندر شہید میں حاضر ہوا قدم بوسی و سلامی پیش کی تو پھر اسی درویش نے صدا دی کہ تم کو حضور حاجی وارث پاک قصبہ دیوہ شریف بلاتے ہیں اس درویش سے یہ خبر پا کر میں اور بھی بے قرار ہو گیا

دل اڑائے لئے جاتی ہے ہوا دیوئی کی ملتی جلتی ہے مدینہ سے فضا دیوئی کی

اور دہلی شریف سے لکھنؤ، لکھنؤ سے بارہ بنکی قصبہ دیوہ شریف آستانہ عرش نشان سرکار عالم پناہ امام وارث الاولیاء قدس سرہ شب کو حاضر ہوا، دیکھا کہ آستانہ شریف کے صدر دروازے پر حضور قبلہ میاں (بیدم شاہ صاحب) وارثی رونق افروز ہیں کہ جیسے کسی کے انتظار میں ہوں جب میں صدر دروازے کے قریب حاضر

ہوا تو حضور قبلہ میاں بیدم شاہ صاحب وارثی نے مجھے مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ "عبدالرحیم آگے تو میں نے باادب عرض کیا کہ حضور غلام حاضر ہے" بس پھر کیا تھا حضور قبلہ میاں (بیدم شاہ) صاحب وارثی مجھے لیکر باحضور سرکارِ عالم پناہ قدس سرہ کے آستانے شریف میں حاضر ہوئے بیعت وارث پاک سے مشرف فرما کر میرے دنیاوی کپڑے اتار کر زرد کفن پوشی فرمادی اور ارشاد فرمایا

کہ "اب تم پریشان نہ ہو سرکارِ عالم پناہ قدس سرہ نے اپنی حیرت تم کو عطا فرمادی ہے آج سے تمہارا نام عبدالرحیم نہیں حیرت شاہ وارثی ہے جو بھی تم کو دیکھے گا وہ خود ہی حیرت زدہ ہو جائے گا

یارے من بکمال رعنائی

خود تماشا ہو خود تماشا شائی

جناب میاں حاجی عطاء اللہ ساگر وارثی (مرحوم) اپنی تصنیف خیر الوائین میں روایت نقل کرتے ہیں کہ "جس شب آستانہ معلّے دیوہ شریف آپ حضور قبلہ میاں حیرت شاہ صاحب وارثی کی احرام پوشی ہوئی تو صبح مبارک باد کی محفل منعقد ہوئی سارے قصبہ دیوہ شریف میں میٹھائی تقسیم حضرت قبلہ حافظ پیاری شاہ صاحب وارثی نے کروائی تھی" بعد محفل حضور قبلہ میاں (بیدم شاہ) صاحب وارثی نے مجھ حیرت زدہ کو کچھ ضروری ہدایات و آداب خرقہ پوشی و ریاضیت تعلیم فرما کر رخصت کر دیا

جس طرف دیکھتا ہوں جلوہ جانا نہ ہے

اب نظر میں کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ ہے

جس وقت آپ اپنے شہر جالندھر پہنچے تو ہر شخص آپ کو دیکھ کر حیرت زدہ تھا، مگر آپ فرماتے ہیں کہ سب لوگ ہم کو ہی دیکھتے تھے مگر ہم کو اپنا ہوش نہیں تھا۔

نیرنگِ حُسن یار نے دیوانہ کر دیا

ہوشِ بہار ہے نہ خزاں کی خبر مجھے

شب کو ہم حضرت سیدنا ناصر الدین شاہ کے دربار میں شبِ باشی میں مصروف تھے کہ گھر سے خبر آئی کہ ہماری اہلیہ صاحبہ رحلت فرما گئی ہیں اور محمد ارشاد احمد کو یتیم کر گئی ہیں مگر ہمیں اپنی اہلیہ کی رحلت اور اپنے فرزند کی یتیمی کا غم و افسوس نہ ہوا۔

یہ نہیں معلوم کوئی زینتِ آغوش ہے

بے نیازِ ہوش کتنا بے نیازِ ہوش ہے

درگاہ شریف کے خادین نے اہل خانہ و عزیز و احباب کو سمجھایا کہ اب یہ حضور سرکار حاجی وارث پاک قدس سرہ کے فقیر ہو گئے ہیں اور ان کو فقیری اختیار کرنے کے بعد دنیا داری کرنے کا حکم نہیں ہے برائے کرم ان کو پریشان نہ کرو! یہ تو پہلے ہی سے مدہوشی کے سی کیفیات میں محو و گم ہیں انہیں کسی بات کا ہوش ہی نہیں ہے۔ غرضیکہ آپ کچھ روز درگاہ شریف حضرت سیدنا ناصر الدین صاحب قیام فرما کر کپور تھلہ کے جنگلوں میں شب و روز سخت مجاہدے کرتے رہے، اس مجاہدوں کے دوران آپ کا ماسوا اپنے رہنماء کامل (حضرت میاں بیہم شاہ صاحب وارثی) کہ کسی سے رابطہ نہ تھا، آپ نے ایک عرصے کپور تھلہ کے جنگلوں میں وہ وہ مجاہدے سر کئے جسکو سن کر حیرت ہوتی ہے۔

غرضیکہ جب آپ نے عبادت و ریاضیت و مجاہدوں سے کامل روحانیت حاصل فرمائی تو راہنمائے کامل حضرت میاں بیہم شاہ صاحب وارثی نے آپ حیرت شاہ صاحب کو مخلوقِ خدا کو بیعت کرنے کی اجازت عنایت کی اور سلسلہ عالیہ وارثیہ کی تبلیغ و اشاعت کی ہدایت فرمائی۔

جب خیال یار کا مسکن مرا سینہ ہو

سامنے آنکھوں کے اک حیرت کا آئینہ ہوا

آپ قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی نے بحکم مرشد سلسلہ عالیہ وارثیہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جمعیتہ الوارثیہ کی بنیاد شہر جالندھر میں رکھی دیگر کرتار پور موضع نڈالہ (کپور تھلہ) ریلوے اسٹیشن ڈھلواں امرتسر، لاہور، ملتان، پاکپتن شریف، بھاو پور، چٹاگانگ و دیگر مقامات پر بلخصوص شہر کراچی تک جمعیتہ الوارثیہ کی رکن سازی جاری فرمائی اور ساتھ ہی دیگر ممالک ایران، عراق، ترکی، شام، اردن، سوڈان، مصر، بیت المقدس، سعودیہ العربیہ آپ باذات خود تبلیغ دینی و روحانی فرماتے رہے آپ تاحیات جمعیتہ الوارثیہ کے صدر رہے اور سیکریٹری جنرل آپ کے مرید خاص، خرقہ پوش فقیر برصغیر کے معروف صوفی نعت گو شاعر عاشق رسول حضرت الحاج سید عنبر علی شاہ صاحب وارثی چشتی اجمیری المعروف شاہ میاں تھے۔

غرضیکہ آپ قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثی نے تاحیات سلسلہ عالیہ وارثیہ کو فروغ دینے میں کمال فریضہ

انجام دیا، آپ نے 1927ء سے اکتوبر 1963ء تک سیاحی میں زندگی بسر فرمائی بحکم مرشد نہ کوئی گھر بنایا نہ کبھی زر و دولت یا کم سامان زندگی جمع کیا ساری زندگی توکل اللہ بسر فرمائی عقیدت مند و مریدین روپے یا سامان نذر کرتے وہ آپ اسی وقت غریب اور مسکینوں میں تقسیم فرمادیتے۔

غرضیکہ آپ کے مزاج میں حیرت نما استقلال اور یک رنگی تھی کہ دیگر سلسلہ کے فقراء و مشائخین دیکھ کر محو حیرت ہو جاتے اور حقیقتاً برصغیر کی معروف خانقاہوں کے مسند نشین حضرات آپ کی وصغداری پر حیرت زدہ تھے کہ آپ کی سالانہ اعراس بزرگان دین کی تقریبات میں شرکت وضعی ضرب المثل تھی۔

اور از خود بھی بزرگان دین کے سالانہ و ماہانہ اعراس مختلف شہروں اور قصبوں میں عظیم الشان اہتمام سے منعقد فرماتے کیونکہ یہ عمل آپ کا تبلیغی مشن تھا جسمیں ہزاروں عقیدت مند آپ کے دست مبارک پر بیعت ہو کر فیضان و ارث پاک حاصل فرماتے

کوئی میری آنکھوں سے دیکھے تو دیکھے

ہے ہر شکل میں جلوہ گر شان و ارث

آپ ہی نے 1949ء میں حضرت قاضی حافظ اکمل شاہ صاحب وارثی کے چہلم کے موقعہ پر بمقام چھپر شریف ڈاکخانہ چنگا بنکیال تحصیل و ضلع گوجرخان (پنجاب) میں بر مزار مبارک حضرت حافظ اکمل شاہ صاحب وارثی آستانہ عالیہ و ارثیہ کی بنیاد رکھ کر ۷ اور ۸ مارچ کو سالانہ عرس مبارک کی داغ بیل ڈالی اور ۹ مارچ کو از خود اپنی جانب سے مرکزی جلوس چادر شریف کا اہتمام شروع کیا جس کو آپ تاحیات احسن وصغداری سے منعقد کرتے رہے، جب آستانہ و ارثیہ چھپر شریف کے خادم خاص حضرت میاں عبداللہ شاہ وارثی کا وصال 1955ء میں ہوا تو آستانہ و ارثیہ چھپر شریف کے جملہ انتظامات کیلئے آپ نے قاضی عزیز احمد کی احرام پوشی کر کے عزت شاہ وارثی کے خطاب سے نواز کر آستانہ و ارثیہ چھپر شریف کا ناظم اعلیٰ مقرر فرمایا اور از خود قاضی عزت شاہ صاحب وارثی کی تعلیم و تربیت فرماتے رہے اور انتظامات وارثی خانقاہ کے دستور عمل سے آگاہی و رہنمائی فرماتے رہے۔

غرضیکہ آپ حیرت شاہ صاحب وارثی نے سلسلہ عالیہ و ارثیہ کی تنظیم و ترقی کے لئے کراچی سے ایک پندرہ روزہ رسالہ الوارث بھی جاری کیا جو آپ کے وصال کے بعد بھی کافی عرصہ جاری رہا آپ حضرت قبلہ حیرت



شاہ صاحب وارثیؒ کو فنِ موسیقی پر بھی کامل دسترس حاصل تھی۔

حضرت امیر خسروؒ کی ایجادِ موسیقی سے باخوبی واقفیت تھی اور بڑے بڑے بڑے خاں صاحبانِ موسیقی آپ سے فنِ موسیقی میں اصلاحات طلب و حاصل کرتے تھے، اور آپ فنِ موسیقی کے وہ مخفی نکات بیان فرماتے جس کو سن کر ماہرینِ موسیقی محو حیرت رہ جاتے تھے۔

بقول مشائخِ عظام کہ اہتمامِ سماع کے آداب بجالانے کا حق و حصہ آپ قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ پر تمام تھا۔

آپ دورانِ سماعِ فارسی کلام میں وہ وہ اردو کے برجستہ اشعار چسپاں کرتے کہ محفلِ سماع میں اور بھی جوش پیدا ہو جاتا، فنِ قوالی میں آپ نے مولوی مبارک علی خاں اور مولوی فتح علی خان مرحوم اور بین الاقوامی شہرت کے حامل قوال حاجی غلام فرید صابری المعروف عالم شاہ وارثیؒ برادران کی بلخصوص تعلیم و تربیت اور اپنی نیک دعاؤں سے نوازا کہ آج یہ حضرات فنِ قوالی کی دنیا میں وہ مقام پیدا کر گئے کہ دنیائے قوالی میں نقشِ عظیم ہو گئے، آپ فنِ قوالی کے ضمن میں خانقاہی قوالوں کی حوصلہ افزائی کے پیش نظر خطاب برائے تمغہ حسن کارکردگی سے بھی نوازتے تھے۔ غرضیکہ آپ حضرت حیرت شاہ صاحب وارثیؒ جس محفل میں شرکت فرما ہوئے محفل کے میرِ مجلس ہو گئے برصغیر کی بڑی بڑی خانقاہوں کے مسند نشین آپ کا بے حد ادب و احترام کرتے نظر آتے۔

بقول:- حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے دربار گوہر بار کے دیوان حضرت میاں دیوان غلام

قطب الدین صاحب چشتی فریدیؒ کہ

"میں نے اپنی زندگی میں بے شمار علماء مشائخِ عظام و دوریشوں سے نیاز حاصل کیا مگر حضرت قبلہ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ جیسا بکمال درویش نہیں دیکھا آپ کی چشم مست مئے توحید کا چلتا پھرتا سا غرہ تھی جس نے بھی ایک نظر دیکھا وہ محو حیرت ہو گیا" اور پیری میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب جیسا باصفات مجاہد پیر نہیں دیکھا بقول:- حضرت استاد باقر حسین باقر شاہ جہانپوریؒ کہ

قیام پاکستان کے بعد اگر پاکستان میں قوالی کو روح شناس کرانے اور قوالی کو فروغ دینے کا سہرا گرہے تو وہ حضرت قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ کے سر ہے آپ ہی نے پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں اعراس

بزرگانِ دین منعقد کر کے محفل سماع کو با احترام فروغ دیا۔ شہر کراچی میں آپ ہی نے انجمن خواجگانِ چشت اہل بہشت رجسٹرڈ پاکستان قائم فرما کر حضورِ خواجہ غریب نواز سلطانِ الہذا جمیریؒ کا تین روزہ مرکزی عرس مبارک بمقام جہانگیر پارک صدر کراچی میں داغ بیل ڈالی تھی اور دیگر سلسلہ وارثیہ کے اعراس مبارک کی محافل خالق دینا حال ایم، اے جناح روڈ کراچی میں عظیم الشان منعقد کرتے رہے۔

کیونکہ آپ از خود فنِ موسیقی سے کامل طور پر باخبر اور صاحبِ دیوان بلند پایہ شاعر تھے۔ فنِ شعری میں بھی آپ نے توحید و تصوف کے وہ وہ نکات نظم فرمائے کہ جس سے اہل ادب بھی محو حیرت ہو جاتے تھے اور ہیں

آپ جس مشاعرے میں غزل سرا ہوتے اہل مشاعرہ حیرت میں گم ہو جاتے تھے۔ بقول حضرت میاں آفتاب الکریم المعروف پاشا میاں یوسفی تاجی مسند آرا سلسلہ تاجیہ یوسفیہ پاکستان کہ لکھنو کے ایک مشاعرے کا حال جناب جوش ملیح آبادی (مرحوم) نے حضرت بابا ذہین شاہ صاحب یوسفی تاجیؒ سے دوران محفل خانقاہ تاجیہ میں بیان فرمایا کہ

" لکھنو میں ایک روز دوران مشاعرہ حضرت قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ آپہنچے تو نقیب مشاعرہ نے آپ کو با صد احترام غزل سرائی کی دعوت پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو طرحی مشاعرہ ہے تو نقیب مشاعرہ نے حضرت کو طرحی مصرع گوش گزار کیا اور آپ حضرت حیرت نے برجستہ غزل کہ کسی کا تیرے نظر دل کے پار ہو کے رہا تو دل نے دم بھی نہ مارا نثار ہو کے رہا تمام اہل مشاعرہ پر حیرت طاری ہو گئی میں بھی آپ کی حیرت سرائی میں محو ہو گیا پھر میں نے اپنا کلام پیش کرنے سے قبل حضرت حیرت کو حسن عقیدت با ایں پیش کیا کہ

کچھ اس شان سے جو غزل پڑھی حضرت نے

نزولِ رحمت پروردگار ہو کے رہا

آپ نے 1947ء ایک ادبی سب رنگ ڈائجسٹ بھی جاری کیا اور اپنے مجموعہ کلام نقش حیرت اور عکس حیرت بھی شائع کئے۔ آپ قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ کے ہم عصر شعراء میں جناب مولانا چراغ حسن حسرت

جناب خلیفہ عبدالحکیم، جناب جگر مراد آبادی، جناب جوش ملیح آبادی، جناب صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، جناب عرس ملیانی، جناب سر عبدالقادر، جناب مولانا تاجور نجیب آبادی، جناب مولانا حامد علی خان، جناب ساغر نظامی، جناب لہورام جوش، جناب احسان دانش، جناب قدیر لکھنوی جناب بہراد لکھنوی، جناب سراج لکھنوی جناب عبدالحفیظ جالندھری، جناب عزیز الملک میاں عبدالعزیز سلیمانی، جناب استاد باقر حسین باقر شاہ جہانپوری جناب مولانا کامل جونا گڑھی مولانا ذہین شاہ تاجی جناب انقر موہانی، سیماب اکبر آبادی وغیرہ ہم شامل تھے۔ غرضیکہ آپ کی ادبی و روحانی شخصیت سراپا حیرت ہی حیرت تھی۔ اکثر آسیب زدہ مریضوں کا علاج آپ چشم حیرت اور موسیقی کی بندشوں سے فرمادیتے تھے آپ کی ذات بابرکات سراپا کشف و کان کرامت تھی۔ بقول حضرت الحاج سید عنبر علی شاہ وارثی چشتی اجمیریؒ کہ

حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ سے اکثر بے ساختہ کرامات کا ظہور ہو جاتا تھا اور ہر آنے والے کی مخفی کیفیات دو سرے لوگوں پر کھل کر بیان فرمادیتے تھے اکثر شب کو ہم نے یہ بھی دیکھا کہ آپ قبلہ شاہ صاحبؒ کا سر مبارک اور ہاتھ جسم سے جدا ہو جاتے تھے۔ غرضیکہ آپ قبلہ شاہ صاحبؒ سراپا تصویر عشق و ارث کی حیرت نما تصویر تھے آپ سیف زبان ہونے کے ساتھ ساتھ سیف نظر تھے جس پر بھی نظر کرم ڈالی گویا کہ کام تمام کر گئی آپ صاحب حال بنانے والے کامل و اکمل وارثی درویش تھے۔ اس ناچیز فقیر (حضرت عنبر شاہ وارثیؒ) کو ۳۲ سال حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کے خدمت سفر و حضر میں حتیٰ کہ حجاز مقدس میں بھی ہم رکاب رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے "آپ قبلہ شاہ صاحب بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے آپ قبلہ شاہ صاحبؒ کے دست حق پرست پر بے شمار مخلوق خدا نے بیعت و ارثیہ ہو کر فیضان و ارث پاک حاصل کیا اور کافی مریدین نے نصف اور پورا احرام خرقہ و ارثیہ حاصل فرما کر صاحب مقام روحانی پر فائز ہوئے۔ آخر کار قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ تلاش محبوب حقیقی میں ۲۸ جمادی اول ۱۳۸۳ھ بمطابق ۱۷ اکتوبر 1963ء بروز جمعرات بمقام مکتبہ الوارث ۴۵ کے، ایم، سی لی مارکیٹ کراچی اپنی جستجو میں کامیاب ہوئے یعنی بحر انوار حیرت میں غرق ہو کر فنا فی الذات ہو گئے آپ کے وصال حق کی خبر ملک پاکستان کے تمام ریڈیو اسٹیشنز سے نشر کی گئی تو مکتبہ الوارث لی مارکیٹ پر عوام و عقیدت مند و مریدین و ارثیہ علما کرام و مشائخین عظام غرضیکہ ہر خاص و عام کا اثر دھام ہونا شروع ہو گیا، آپ کے غسل و تدفین کے فرائض آپ کے مرید صادق (حضرت عنبر شاہ

وارثیؒ) نے انجام دیئے کثرت مخلوق خدا آپ کے جنازہ کے جلوس کو آرام باغ لایا گیا جہاں جامع مسجد آرام باغ کے وسیع تر میدان میں آپ کی نماز جنازہ حضرت علامہ مفتی عمر نعیمیؒ نے پڑھائی بعد آپ کو پاپوش نگر ناظم آباد قبرستان کے ایک وسیع حصے میں تدفین کیا گیا۔ بروز سویم حضرت خواجہ عنبر علی شاہ صاحب وارثیؒ کی درخواست پر میسر کراچی جناب ایس، ایم توفیق (مرحوم) نے اس حصہ زمین کو قبلہ حضرت حیرت شاہ صاحب وارثیؒ کے مزار مبارک کے لئے وقف کر دیا تھا بروز سویم آپ قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ کے حضور علماء اکرام و مشائخین عظام نے نذرانہ عقیدت پیش کئے اور آپ کے بعد جمعیتہ الوارثیہ پاکستان کے تبلیغ روحانی مشن کو جاری و ساری رکھنے کی ضرورت پر زور دیا تو حضرت شاہ عبدالرزاق بانسویؒ کے نبیرہ حضرت قبلہ درویش احمد موتی میاں رزاقیؒ نے سویم کی اس پرہجوم محفل میں حضرت خواجہ عنبر علی شاہ صاحب وارثیؒ کا انتخاب فرمایا جس کو تمام سلاسل کے ساتھ تمام سلسلہ عالیہ کے حاضر محفل فقراء وارثیہ نے بسر و چشم قبول و منظور کیا۔ غرضیکہ حضرت قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ کے بعد حضرت خواجہ عنبر علی شاہ صاحب وارثیؒ نے بھی تاحیات فروغ سلسلہ عالیہ وارثیہ کے لئے خوب ہی خدمت انجام دی کہ پاکستان سے لیکر ساتھ افریقہ تک فیضان وارث کو عام کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا، آپ حضرت قبلہ سید خواجہ عنبر علی شاہ وارثیؒ کے وصال کے بعد یہ راقم الحروف نے خانقاہ جامعہ وارثیہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام فروغ سلسلہ وارثیہ کی اشاعت کے پیش نظر حضرت عنبر شاہ وارثیؒ پبلی کیشنز پاکستان قائم کی ہے جس کے زیر اہتمام گھر گھر پیغام محبت و اخوت پہنچانے کی خدمت انجام دینے کی جسارت کی جا رہی ہے دعا فرمائیں کہ اللہ وارث الکریم اس کے جملہ خادین کو حسن عقیدت کی دولت سے مالا مال فرمائیں آمین۔

# انساب

(نقش سویم)

صاحبزادہ محترم نور عینینی حضرت شاہ وارث حسین  
 میاں بیدار بیدی الوارثی کی شان عزیز کی  
 نذر جو فقیر بے مایہ کے سرمایہ کونین مرشدی  
 و مولائی حضرت بیدم وارثی رحمتہ اللہ علیہ  
 کا حقیقی نشان (خلف) ہیں۔

شاہاں چہ عجب گریہ نوازند گدا را

حیرت زدہ

فقیر حیرت شاہ وارثی

# عرض حال

حدیث از مطرب دُئے گو ورازِ دہر کمنتر جو  
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معیار (حافظ)

وادی حیرت یا دنیا جس میں صن و صنق ازل سے ہی کار فرما ہیں —  
رب عالمین کی صنعت جاوید کا وہ شاہکار ہے کہ جس کے آگے ہر ذی عقل نہیں  
ہے۔ اسرار کائنات اس قدر شدید طریق پر مستور ہیں کہ باوجود گونا گوں دلفریبیوں  
کے جو عالم شہود میں ہر فطری نگاہ سے سمجھ میں آتے ہیں۔ ایک جھلک دکھا کر پھر  
پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور یہی عالم رنگ و بو ایک ایسا امتیاز پیدا کرتا ہے کہ  
جس کی شہیم سے روح ہر وقت کیفیت اندوز ہونا چاہتی ہے مگر اسے اس قدر  
تذبذب سے واسطہ پڑتا ہے کہ انسان بے اختیار چلا اھتا ہے۔ یہ ہمارے بس  
کاروگ نہیں کہ اسے ہم سمجھ سکیں یا سمجھا سکیں۔ بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم و مغفور  
عطا اسلاف کا جذب دروں کر      شر یکِ زمرہ کا یخ زوں کر  
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا ہوں      میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

چنانچہ حافظ شیرازی بھی رازِ دہر سے اسی طرح پیچھا چھڑا کر صاحبِ صدق  
دعوتیں ہو کر دنیا میں ابد الابد تک زندہ ہیں۔ خداوند عالمین نے خدائی کے  
اہتمام کیلئے کُن سے کیا کچھ نہیں بنا دیا ہے۔ محبت کو پیار کرنا تو اَلْسَتْ بُو کُو  
میں سکھلا دیا۔ پھر وہ نورِ مجسم جو ازل سے تا ابد درخشاں رہیگا۔ اُسے جامہ  
بشریت سے مزین کر کے کفر و ظلمت کو نور کی تبدیل میں تبدیل کر دیا اور  
عشق و محبت کا دُکا بجا دیا۔ حضرت انسان کو پیدا کیا۔ اور رُوحِ ربوبیت سے

اس کی تربیتِ روحی فرمائی۔ دُنیا کے کسی گوشے میں جلیسے تجسیم و قدامت اور اعضاء کے یکساں پائے گا۔ اور شکل و شبہات میں سب کو ایک دوسرے سے مختلف جن طرح، نظر اٹھاؤ، محبت کے نقوش رقصاں دکھائی دیتے ہیں۔ غرضیکہ دین و دُنیا میں محبت ہی کا جلوہ ہے اور محبت ہی ابتدا اور یہ ہی اس کی انتہا ہے۔

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں

میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

طفلِ محبت تو محبت سے کھیلتا ہے لکھتا ہے پڑھتا ہے کھاتا ہے کھاتا ہے کھانا ہے۔ اللہ کے بیشمار احسانوں کو پہچان کر محبت سے ہی سب جو دہوتا ہے۔ گویا پیمانِ السنن کی نکمیں اس کے ہر بن مومنین ازل سے ہی پیوست ہے شاہ و گدا۔ امیر و غریب اس عارضی جہانِ زندگی میں باوجود شدید الجھنوں کے کسی نادیدہ قدرت کو کہ جس کا جلوہ ہر ذرے میں پاتا ہے۔ بقرار و مضطر ہو کر اس عظیم طاقت کو کہ جس کے بس میں زندگی اور موت دیکھنا چاہتا ہے حضرت موسیٰ ہی کو لیجئے کہ جن کا اصرار ایک حد تک ایسا افسانہ ہے جو بچے سے لیکر جوان اور بوڑھے کو ازبر ہے۔ کون ہے جو اپنے مالک کو نہیں دیکھنا چاہتا۔ پھر مالک بھی وہ کہ جو حقیقی مالک، یو انسان کو بطن مادری ہی میں نبوت سے پرورش کرتا ہے اور ترقی کے تمام مدارج طے کر دیتا ہے۔ قوتِ مینر عطا کرتا ہے۔ جرد سے کام لینا سکھاتا ہے۔ خود بینی کے لئے آئینہ اعمال دکھاتا ہے۔ اور پھر محبت سے فرماتا ہے کہ ذرا غور سے تو دیکھو کہ اس میں تمہارا سچا مالک جسے تم خدا کہتے ہو تمہیں دکھائی دینا ہے یا نہیں۔ یعنی خرد سے خود ہیں اور خود ہیں سے خدا ہیں بناتا ہے۔ یہ تو محبت کی خدائی ہے خدا محبت ہی سے ملتا ہے۔ ہاں باپ محبت سے پالتے ہیں۔ استاد محبت سے پڑھاتا ہے۔ حصولِ علم محبت سے ہوتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز محبت سے حاصل ہوتی ہے اور خدا بھی۔ میں خود بھی محبت سے پیدا ہوا۔ محبت کے آغوش میں پلا اور اب تک محبت کے بحرِ بیکراں میں غواسی کر رہا ہوں۔ میرے آئینہ باعث

محبت ہے اور میرے جانے کا موجب بھی محبت ہی ہوگی۔ جس جہانِ زندگی میں ساری دنیا اس وقت کھیل رہی ہے۔ اس سے بہترین جہان نہیں اس وقت نصیب ہوگا جو وقت موت ہمارے اس لباس، رجم، کو جس میں روح مستور ہے ہم سے الگ کر دے گی۔ حقیقی مالک ہمارے سامنے ہوگا اور ہماری روح کو ابدی مسرت نصیب ہوگی اور فنا و نابی کی تکمیل ہو جائے گی۔ وہ سرشہم عشق و محبت جس نے لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ سے حضرت انسان کو بعد از خدا بزرگ توئی تقدیر مختصر سے ہم آغوش کیا۔ اپنی صنعتِ کاملہ اور قدرتِ جاوید پر نازاں کر اپنے نیاز مندوں کو اپنے دیدارِ رحمتِ انوار سے مشرف فرمایا۔

وہ کون ہے جو محبت کرنا نہیں چاہتا؛ یا محبت کے مفہوم کو نہیں سمجھتا؛ وہ صرف کوئی بد بخت ہی ہوگا جو محبت سے نفرت کرنا ہوگا کہ جو سرسبز رحمتِ خداوندی ہے اور دین و دنیا کے لئے مایہ نجات و باعثِ صد بہبود ہے۔ میں اگر یہ عرض کرنے کی جرأت کروں کہ میں محبت کا بندہ ہوں تو بیجا نہ ہوگا۔ پل کر جوان ہوا دنیا کو دیکھا۔ دنیا کی محبت کو جانچا تو محبت میں رعونت نظر آئی۔ حرص و آرزو سے محصور خود غرضی میں چکنا چور۔ یا اللہ! یہ کیا بلا ہے! جو مار آیتیں کی طرح درپے آزار ہے۔ اللہ کی رحمت کو ٹٹولا۔ حزن و یاس کو بالائے طاق رکھا تو رحمتِ ربانی نے اس اسرار کو کھول دیا کہ نادان یہ سب تیز سے دل کے دوسے ہیں جو تجھے حقیقی محبت کی طرف نہیں جانے دیتے اور اپنی دیوار بن کر تجھے اس کی جھلک سے محروم رکھتے ہیں۔ صدق و یقین شیوہ کراؤ۔ تسلیم و رضا والوں کو محبت کرا۔ اس کی مفتاح ان کے پاس ہے۔ پھر کیا تھا ہمہ تن حقیقی محبت کے لئے دیوانہ دار تگ و دو شروع کی۔ محبت کے بندوں کو دل نے سجدے کئے آنکھوں نے آنسوؤں کے دریا بہائے۔ تب تہذیبِ مبین و کعبہ عشق حقیقی یعنی حضرت حاجی سید وارث علی حسنیؒ پیشاپوری (روحی فدا)، جن کے بزرگ ہندوستان میں ظلمتِ کفر کو مٹانے اور وحدت و نبیاء رسالت کو چمکانے کیلئے تشریف لائے۔ دیوانہ شریف ضلع بارہ ننگی میں مامون و منظر ہو کر نامت گزیں ہوئے۔ آپ کرامات ظاہری



اور کشف باطنی کا مظاہر تھے۔ اللہ کی محبت کا وہ استغراق تھا کہ بہ بن موجب  
 کا کلمہ پڑھتا تھا۔ اور بڑی کوئی نگاہ کے سامنے آیا وہی مستحضر ہوا۔ آپ محبت  
 کا اذکار تھے اور کرامت کی بنسری سے وہ کلمے نکالتے تھے کہ جس سے کفر کے  
 گورکھ دھندے سب چکنا چور ہو جاتے اور حق سے حق جلوہ نما ہو جاتا۔  
 ان کے تصرف روحانی نے وہ سوز و گداز عطا فرمایا۔ کہ جس سے میں سرتا پا  
 حیرت ہو گیا اور میرے نوار و ات میں عالمگیر محبت کا رنگ پیدا کر دیا اور  
 میرے جسم و جان کو حضرت قبلہ میاں بیہم شاہ صاحب کے نوسل سے بیہمی  
 الوارثی بنا کر اپنے غلاموں میں شامل کر لیا۔ محبت کرنا سکھا یا ہے  
 محبت کو نہیں پر واہ گدائی اور ہسی کی محبت کو محبت کا نقطہ متانہ مل جائے  
 میرے اشعار میں وارث پاک کے فیض روحانی کے باعث تائید ربانی ہے  
 ان میں صرف محبت ہی محبت ہے۔ کہ جس سے روح میں ایک ایسا کیف  
 پیدا ہوتا ہے کہ جس سے رعونت حرص و آرزو اور ہوا ہو کر بجھتی، امن و  
 ہستی مبسوط ہو جاتے ہیں اور اقدام عمل کا مرتع آنکھوں کے سامنے  
 یہ کہہ کر کھینچ دیتے ہیں۔

تو ابے مست نظر مجھ سے اگر متانہ مل جائے  
 نشاط زندگی کو جاوداں مہمانہ مل جائے  
 (انا امجد)

فی حیرت شاہ وارثی

گوہر افشانی والا تبار۔ ادب نوازی با اقتدار۔ ازاد بی شمسوار

حضرت علامہ سید فقیر ہونانی وارثی مدظلہ العالی مالک مدینہ جا بہانا لکھنؤ

کلام حیرت۔ حیرت نمائے دیدہ دل ہوا۔ یہ نہیں کہ اپنے لخت جگر کسے عزیز نہیں ہوتے  
بلکہ نقش حیرت ہر دل بیدار و دیدہ بینا کیلئے معرفت کا پیغام ہے۔ معرفت بھی وہ جو روح  
کو متغلی اور قلب کو آئینہ بنا دے۔ غا ناعلا ہے کہ کسی دیوان کے دو چار منتخب اشعار لیکر مقالہ نگارانہ  
خیال کرتا ہے مگر مجھ کو تو یہ کچھ ایک حال میں نظر آتا ہے انتخاب کیا کروں اور لکھوں تو کہاں تک لکھوں جبکہ  
زفرق تا بقدم ہر کجا کہ منی نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا بست  
بیر کچھ لکھنے سے کہیں بہتر اور سکا مطالعہ کیا ارباب ذوق بجز ختم کئے نہ رہ سکیں یہ میر ذمہ ہے  
حضرت ندیم شاہ وارثی رحمت خدا کی ان پر ہو۔ میر محترم پیر بھائی تھے عزیزم حیرت شاہ  
انہیں کے شاگرد و مرید ہیں اور میر بھائی کی یادگار۔ وہ مرحوم کی جیات مجھے محبت اور عقیدت  
کی نظر سے دیکھتے ہیں اور میں بھی ان سے روحانی محبت رکھتا ہوں۔ ان کے اصرار پر میں نے  
بھی ایک تنقیدی نظر طبع ثانی بی وقت ڈالی ہے۔ کلام اگر کلام لبشر ہے تو بے عیب نہ اسکی  
زہین ہے لہذا میں نہیں کہہ سکتا کہ کلام حیرت بھی جزوی یا مرکزی لغزشوں سے پاک و منزا  
ہوگا پھر بھی میں مطمئن ہوں کہ جو کچھ کہی ہے بہتر سے بہتر ہے ارباب نقد و نظر سے عرض کر دوں گے  
کہ تباگر حیرت است و گر پر نیان یہ ناچار حشوش بود در میان  
نوگر پر نیانی بہ ایذا نکوش کرم کارہ فرما و حشوش پہوش  
(سعدی شیرازی)

اب میں ایک مختصر قطعہ تاریخ طبع ثانی پر اپنے مطالعہ کو ختم کرتا ہوں  
میری تمنا ہی نہیں بلکہ استدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نقش حیرت کو مقبول  
خاص و عام کرے اور مصنف کی دینی و دنیوی مدد فرمائے۔ آمین۔

## قطعہ تاریخ طبع

ہر لفظ اشارت نمٹتا  
ہر شعر عبارت مجرت

تخیل بلند۔ حیرت بندش  
تنظیم درست و خوبصورت

عرفان کی تجلیاں ہیں اسمیں  
ایمان رہے نہ کیوں سلامت

ہر رنگ سے صورت مجازی  
ہر جلوہ سے معنی حقیقت

تاریخ سے طبع کی یہ انفر  
”طوفان سخن ہے نقش حیرت“

۱۹۳۹

(حضرت) سید اختر موہانی الوارثی عفا اللہ عنہ

# تقریباً پدید آثر عامہ حقیقت نگار شاعر شریف مقال جناب مولوی غائب الحدیث صاحب دارالافتاء کولہ پورہ علی

حضرت جنت شاہ صاحب الہی خود توجرت مبین ہیں مگر انکا کلام جبریت و استغناء  
کو دور کر کے ایک گونہ مست و اسباط بخشا ہے۔ کیا الہیابِ ذوقِ سلیم اور کیا عامتہ لانا  
جب اسے سنتے ہیں تو اس میں ایک عالمگیر محبت کا ولولہ پاتے ہیں کیونکہ آپون فیضانِ فقر و  
تلمذ حضرت سراج الشعراء لسان الطریقیت حضرت بیہیم وارثی رحمۃ اللہ علیہ حاصل  
ہے جن کا رنگ تغزل آپ کے کلام میں ایک نمایاں جھلک رکھتا ہے جو ہم ذکا جنت  
صاحب کو عطا ہوا ہے اس میں محبت کا عنصر بکثرت معلوم ہوتا ہے ذرا اس شعر کو ملاحظہ فرمائیے  
ہ جبے مانوس محبت، طبیعت میری میں سمجھتا ہوں مکمل ہوئی نطرت میری  
دوسرا شعر ملاحظہ ہو

نلب مضطر کو تیری یاد سوا چین نہیں بھگتی اب تو زمانے سے طبیعت میری  
آپ کے کلام میں حقیقت کا رنگ اس قدر نمایاں ہے کہ مجاز بھی حقیقی ہی معلوم ہوتا ہے  
کیوں نہ ہو کہ جس فرسودہ و ابلق یعنی سید حضرت حاجی وارث علی شاہ نور اللہ منہ سے  
فیضانِ روحی کا حصول ہے انکی ذاتِ ستودہ صفات سپر لائٹ پر لپٹن مادر میں ہی  
آذتاب نصف النہار بھکر چپک رہی تھی اور عالم وجود میں پر تو فلگن ہو کر مشرق سے  
مغرب تک درختاں رہی اور تانیامت رہی چنانچہ فرماتے ہیں  
ہیں کچھ مطلب نہیں کیا عشق کا انجام، ان پستے ہو کے مر جانا ہمارا کام،

چنانچہ ایک شعر اور ملاحظہ ہو  
ہم مر کے بھی نہ جائینگے کوچ سے آپ کے کچھ اب تو دل میں ایسی سمائی ہوئی سی ہے  
عشق جن اجزا کا مجموعہ ہے ان میں خودی غیرت استقلال یا ہمت ایسے شاندار  
ارکان ہیں کہ جن سے معشوق کو امتیازِ خصوصی نصیب ہو جاتا ہے۔ مگر بھی دلدار کے

کوچہ سے نہ جانا حضرت عشق کی ایک بتیں کرامت ہے۔ گویا وارداتِ ازلی کا عکس  
حضرت حیرت ایسے دلآویز انداز سے ہر شیشہ دل میں ڈالتے ہیں کہ جس سے ایک  
دردِ مافی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

ذیل کی دو غزلیں جو کہ شہرہ آفاق ہیں ان کے مطلعوں سے بخوبی معلوم ہو جائیگا  
کہ حضرت حیرت کے کلام میں کس قدر جبرجتگی ہے اور معنائیں میں کس قدر قدرت، حقیقت  
اشنا ہونے کیلئے ان غزلوں کے رنگ تغزل میں تائیدِ ربانی یا رحمتِ یزدانی کا ظہور و فروز روشن کی طرح  
دکھائی دیتا ہے۔

مطلع ۱  
یہ مندر مسجد منجھنے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے  
سب سے پہچانناں کاشائے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

مطلع ۲  
تیری تعریف کیسے کروں میں بیاں میری طافت، کیا میں تو کچھ بھی نہیں  
ہو ذرے میں نسبت تو ہوتی ہے کچھ کو نسبت، کیا میں تو کچھ بھی نہیں  
تسائی وقت کے باعث معذرت خواہ ہوں ورنہ حضرت حیرت کے کلام میں وہ لالی ہیں  
کہ میں گراپ کے بجز نکر میں غواہی کرتا تو بہت کچھ آبدار موتی نکال لائے بدیں نہ اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص  
آغا عابد المجید ۲ مجد وارثی کیپور نفلوی

جون ۱۹۳۸ء

وارث کار ساز کے صدقے

مرشد بے نیاز کے صدقے

ہم فقیروں کو سر بلند کیا

ایسے ذرہ نواز کے صدقے

میری حیرت انہیں کا صدقہ ہے

اپنے آئینہ ساز کے صدقے

# سلامت

سلام اے وارثِ حقیقت سلام اے والیِ صداقت  
 سلام اے کعبہ و لایت سلام اے مرکزِ اہمیت  
 سلام اے پشواے وحدت سلام اے رہائے کثرت  
 سلام اے مُرشدِ مجتہد سلام اے ہادیِ مروت  
 سلام اے سالکِ شریعت سلام اے رفعتِ طریقت  
 سلام اے جلالِ لوازِ معنی سلام روحِ روانِ صورت  
 نورِ روحِ امیہاں توجہاں عرفاں ہر ایک کھکانوہی ہے دریاں  
 ہماری دنیا ہماری عقے تری عنایت تری مجتہد  
 تمہارا کوچہ ہمارا کعبہ تمہارا نقشِ قدم ہے قبلہ  
 تمہاری صورت ہماری طاعت تمہاری چوکھٹ ہماری <sup>بہشت</sup>

تڑے غلاموں کا ہوں میں بندہ تڑے کمینوں کا ہوں کمینہ  
 مرے بھی حالِ تباہ پر ہوا نہی کے صدقہ میں چشمِ رحمت  
 تڑے ہی در کا ہوں میں بھکاری ہوں سناں کا تڑے چاری  
 تڑی نگاہِ کرم ہی شاہِ مرا خزانہ ہے میری دولت  
 کہاں سے لاؤں وہ حسن و خوبی جو تیرا کھلا سکونِ جہاں میں  
 ازل سے میں ہوں خطا کا پتلا جو تو لو ازل سے تو عینِ رحمت  
 جو آپ ہیں بسکیوں کے وارث تو بیشک ان کا خدا ہے وارث  
 ہماری بگڑی سنور رہی ہمیں ہو کیوں خدشہ قیامت  
 تمہاری آئینہ سازبوں سے جہاں میں حیرت تو بن چکا ہوں  
 سلام بھی ہو قبول میرا عطا ہو بس اتنی اور حیرت

—————



## ح

تیری تعریف کیسے کروں میں بیاں میری طاقت سے کیا میں تو کچھ بھی نہیں  
 ہر ذرے میں نسبت تو ہوتی ہے کچھ مجھ کو نسبت سے کیا میں تو کچھ بھی نہیں  
 میرے وہم و گماں سے بھی باہر ہے تو میں تو قطرہ نہیں اور سمندر ہے تو  
 تیرا سو وا ہو مجھ کو یہ ہستی کہاں دل کی وسعت سے کیا میں تو کچھ بھی نہیں  
 تو سایا جو مجھ میں ترا کام ہے میری ہستی ہے کچھ تو ترا نام ہے  
 تیری رحمت نے رتبہ یہ بخشا مجھے میری جرات سے کیا میں تو کچھ بھی نہیں  
 تیرا دامن جو پکڑا تو میں شہ ہو امیر اس کے سوا اور مطلب ہے کیا  
 تیرے در کا گدا ہوں تو ہوں شاہ میں ورنہ قسمت سے کیا میں تو کچھ بھی نہیں  
 تیرا در چھوڑ کر میں کہاں جاؤں گا جو بیاں کھوونگا تو کہاں پاؤں گا  
 تو خزانوں کا مالک ہے ویدے شہاب کفایت سے کیا میں تو کچھ بھی نہیں  
 میرا وارث ہے تو میرا مالک ہے تو میرا آقا ہے تو میرا داتا ہے تو  
 تیرے ہونے سے جینا ہے جینا میری تمت سے کیا میں تو کچھ بھی نہیں  
 جس نے دیکھا مجھے کیوں نہ حیران ہو میں جو پہلا سا ہوں میری پہچان ہو  
 تیری آئینہ سازی کی ہے یہ چلا ورنہ حیرت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں

## بہ نسر زمینِ حجاز مقدس ۱۹۳۰ء

- (۱) وہ ریت کے ٹیلے چمکیلے ایمان کے روشن جلوے ہیں  
وہ ڈھیر ہیں جنسِ ایمان کے جو اونچے اونچے تو دے ہیں
- (۲) اُن خشک پہاڑوں کے آگے سب دریا پانی بھرتے ہیں  
پڑمردہ دلوں کی کھیتی کو سرسبز وہ پتھر کرتے ہیں
- (۳) وال لا الہ الا اللہ ذرہ ذرہ کہتا ہے  
خورشید بھی سچی الفت سے آغوش میں اُنکو لیتا ہے
- (۴) وہ ارضِ مقدس ملکِ عرب درعینِ حقیقت جلوہٴ رب  
قربان ہیں اُسے ساتوں فلک وہ فرشِ زمین پر عرشِ لقب
- (۵) وال دو نوجہاں کی رحمت والے آخری جلوے یہاں ہیں  
اُس بجزوہِ خلیفے پر سب باغِ جہاں کے قربان ہیں
- (۶) وہ آنکھ کہاں وہ قلب کہاں حیرت کی زباں کیا ہو بیاں  
بس دیکھ لو جا کے کہاں سے وہاں ایک ذرہ ہے سو جلوے ہیں بیاں

(دو اسی جہاز میں عدن کے قریب)

ہم آستناؤ پیر مغان سے آتے ہیں  
 کہ لامکان سے بھی اونچے مکان سے آتے ہیں  
 ہماری جان فدا جس کے اک اشارے پر  
 ہم اپنی جان کے اس پاساں سے آتے ہیں  
 میں تجھ پر جان سے صدقے تصورِ جاناں  
 مری لحد میں یہ جلوے کہاں سے آتے ہیں  
 یہ مے یہ جام یہ ساقی تمام اے زاہد  
 خدا کے بھجے نہیں تو کہاں سے آتے ہیں  
 مجھے مٹا کے ناک گریشوں سے کتا ہے  
 جلانے والے یہ نالے کہاں سے آتے ہیں  
 عیاں ہے حیرتِ الوارِ دید چہرے سے  
 نہ جانے حضرتِ حیرت کہاں سے آتے ہیں

# صلی اللہ علیہ وسلم

جلوہ حق ہے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 عرشِ معلیٰ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کعبۂ دل ہے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 نبتہ امیاں سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 خلقِ معظمِ حقوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 عطرِ معنبروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 دیکھو تو آکر ملتا ہے کیا کیا دنیا و عقبے والی و مولا  
 کچھ تو بڑھو تم سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 وارثِ حیرت والی حیرت مرشدِ حیرت ہادی حیرت  
 حیرتِ حیرت روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

## خمسه

سازِ ازل سے مل کر نعمتِ نواز ہو جا  
 اُس نورِ والضحیٰ سے جلوہ طراز ہو جا  
 واللبیل پڑھ کے اُن کی زلفِ دراز ہو جا  
 گر ہو سکے تو اے دل گردِ حجاز ہو جا  
 نورِ محمدیٰ کا سربتہ راز ہو جا  
 تجھ کو نصیب ہوگی عالم کی سرفرازی  
 تیراں تجھ پہ ہوگی سو جاں سے بے نیازی  
 عظمت کر نیگے تیری سب تر کی و حجازی  
 تجھ پر نثار ہوگی محمود کی اباذی  
 طیبہ میں جا کے پہلے تو خود ایاز ہو جا

مٹ جانا تو صدقِ دل سے اس پیکرِ وفا پر  
 کونین بھی ندا ہیں جس ماہِ پرُضیا پر  
 نازاں ہے کبریائی جس عاشقِ خدا پر  
 تن من نثار کر دے تو خاک کر بلا پر  
 صدقے حسینؑ پر ہو اور سر فرار ہو جا

اچھے ہیں با برے ہیں جیسے میں آپکے ہیں  
 اب تو انہیں نبھاؤ چوکھٹ پہ آپرے ہیں  
 سن کر فغاں تمہاری دیکھو بلا رہے ہیں  
 اے عاصبانِ اُمتِ جنت کے در کھلے ہیں  
 فرماتے ہیں محمدؐ اے در تو باز ہو جا

ہندہ نواز لویں کی یہ دھوم ہے یہ کثرت  
 دیکھی کہیں نہ ہم نے یہ بات یہ کرامت  
 یہ اہل بیت کی ہے ادنیٰ اسی شانِ رحمت  
 دو لو جہاں پہ چہرت چھا جائے تیری حیرت  
 کر بدح پنچتن کی اور بے نیاد ہو جا

منابغ

تو

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارہ قائل  
کر دئے نام نبی پر دین و ایمان سب نشان  
کیوں نہ ہو کہ دین کی اصل کیفیت ان پر فنا  
تھے نبی کے بعد دین حق کے وہ سرپرست والہ

مہتمم

حضرت فاروق اعظم منظر اور جبرائیل  
بیکسوں کی واسطے رہتے تھے لیکن ششہ حال  
ان کی بندوبست بہت با الہی کی تھی شان نزول  
نام ہی سے لپیٹ چکے عاریبے قبل و قال

مہتمم

وہ سخاوت و صفی وہ حضرت غنی  
راہ حق میں صرف کر دی دولت دنیا بھی  
جامع قرآن ذوالنورین میں جن کے لقب  
ہر دو عالم میں چیا کی دھوم ہے جن کی پی



## مدیح حضرت علی کرم اللہ وجہہ

علی مرتضیٰ ٹسککشائے دو جہاں ہٹھرے  
 وہ شاہِ لافنی خلوت نشینِ لامرکاں ہٹھرے  
 وہ بابِ علم و زورِ دست و بازوئے محمد تھے  
 وہ شاہِ ذوالفقار و پیشوائے انس و جان ہٹھرے  
 اخوت کے ولایت کے امامت کے خذافت کے  
 حقیقت میں اگر دیکھا تو وہ روحِ رواں ہٹھرے  
 شجاعت کے سخاوت کے مروت کے مجتہد کے  
 وہ دم ہٹھرے وہ خم ہٹھرے وہ دل ہٹھرے وہ جاں ہٹھرے  
 وہ سب کی سنتے آئے ہیں وہ سب کی سنتے جائیں گے  
 ازل کے روز ہی سے وہ انیس بیکیساں ہٹھرے  
 کچھ اپنے فرزندوں کے صدمے میں عطا کیجے  
 ازل سے ہم گدا ہیں آپ شاہِ دو جہاں ہٹھرے  
 ہماری بیکسی کی لاج بھی اب آپ ہی کو ہے  
 میسجا ہیں ہمارے آپ اور ہم ناتواں ہٹھرے  
 ترے حیرت کو جب کوئی ٹھکانا مل نہیں سکتا  
 کہاں جائے کہاں آئے کہاں بیٹھے کہاں ہٹھرے

مدیر حضرت سجاد غوث الثقلین و حضرت  
سکر خواجہ معین الدین چشتی جمہیری رحمۃ اللہ علیہم

رہا بخشِ محبت کا یونہی گر موجزن طوفان

فدا ہو جائیں گے ہم آپ پر یا حضرت جیلاں

یہ ہیں سرتاج اہل چشت وہ بغداد کے سلطان

معین الدین کے صدقے ہوں محی الدین کے قرباں

محمد کی جو میس ہیں وہ ان ناموں میں شامل ہیں

معین الدین اگر دیں ہیں تو محی الدین ہیں ایماں

وہ اہل بیت کی سب خوبیوں کا عطر ہیں دونوں

سراپائے کرم ہیں یہ وہ ہیں خلیق عظیم الشاں

معین الدین حن چشتی کریں گے پار اب کشتی

تو محی الدین ڈالیں گے دلِ مردہ میں میرے جاں

میرے آقا میرے مولا میرے والی میرے وارث

معین الدین اجمیری محی الدین شہ جیلاں

سگِ درگاہِ عالی ہے اسے در پر بلائیے

پر لیشاں حال کب تک یوں پھر لگیا حیرت حیراں

مدح حضرت سرکار بابا فرید الدین گنج شکر علیہ  
رحمۃ اللہ علیہ

بیت

زینتِ شانِ ولایتِ صدرِ بزمِ اولیا  
حضرتِ بابا فرید الدین گنج شکر  
مُرشِدِ فقروں و سہرا راہِ بقا  
اے کہ تیری ذات، فردِ فریدِ الاصبیا  
اک طرفِ فاروقِ اعظمِ اک طرفِ مولا علیؑ  
آپ کو دونوں طرف سے محترم رتبہ ملا  
بھولے بھٹکے آپڑے ہیں آپ کے در پر حضور  
اپنے محتاجوں کی جانب بھی اٹھے دستِ عطا  
بکیوں کے والی و ارثِ نظامِ الدین ہیں  
انکی محبوبی کا صدقہ انکی حیرت ہو عطا

# مدح حضرت کارمخدوم علاء الدین علی احمد پیر کلہ پور رحمتہ اللہ علیہ

بیت

خواجہ صبر و رضا مخدوم کل مخدومیاں  
 یا علی احمد علاء الدین نورِ حقیقتیاں  
 آپ کو بخشی گئی اقلیم فقیر لازوال  
 سر زمینِ حقیقت کے ہیں آپ ہر ضرورتاں  
 آپ کا در آپ کے محتاج کیسے چھوڑیں  
 آپ کا رحم و کرم ہے دستگیرِ بکیاں  
 سن ہی لیجئے حضرت گنجِ شکر کا واسطہ  
 غم کے مارے دل شکستہ درد مندوں کی فغاں  
 سخت مشکل میں پھنسا ہے اب کیجئے رہا  
 آپ کا ہجرت ہو ہے تیرے غم سے نیم جاں

مدح حضرت کارنخواجہ نظام الدین محبوب الہی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup>  
دہلی

محبوب الہی ہیں دل و جانِ محبت  
سلطانِ محبت شہِ ذمی شانِ محبت  
صدقے مری جاں آپ پہ اے جانِ محبت  
ایمانِ فدا آپ پہ ایمانِ محبت  
اُس دل کو بے راحت کی تمنا نہیں ہرگز  
جس دل میں لگا آپ کا پیکانِ محبت  
محبوبی کا صدقہ نہیں کچھ بھی عطا ہو  
حاضر ہیں ترسے در پہ گدا بانِ محبت  
اس کو بھی عطا کیجئے اب حیرتِ دیدار  
حیرت ہے لئے دیدہ حیرانِ محبت

مدح حضرت کار و ارث الاولیاء سرور و ارث پاک علی اللہ مقام

وارث مشککشنا بن شہید کر بلا  
 حضرت و ارث ضیاء شمع تسلیم و رضا  
 آپ ختم الانبیاء کے لختِ دل لختِ جگر  
 فاطمہ کے لاد لے حیدر کی آنکھوں کی ضیا  
 آپ سے عشق و محبت کا جہاں آباد ہے  
 آپ ہیں سازِ ازل کے سوز کی پہلی صدا  
 میں ازل سے آپ ہی کا ہو کے آیا ہوں حضور  
 آپ ہیں ٹوٹی ہوئی کشتی کے میرے ناخدا  
 آپ کا حیرت زدہ اب آپ ہی کا ہے حضور  
 پنجشنبہ کا واسطہ اس پر ہے لطف و عطا

رحمۃ اللہ علیہ  
مدح حضرت و مرشدی بلبل بستان و ارضیور میاں بیدم صاحب دہم وارثی

شہینہ شہینہ

میرے آقا میرے مرشد بیدم عالیجناب  
در حقیقت آسمان وارثی کے آفتاب  
لازہائے کن فکاں تھے آپ پر روشن تمام  
جلوہ حق آپ کی حق میں نظر میں لہجہ نقاب  
کھولتا تھا باتوں باتوں ہی میں اسرار و رموز  
آپ کا طرز تکلم آپ کا طرز خطاب  
دم زدن میں ہائے وہ محفل کی محفل ٹٹ گئی  
آسمان تار یک ہے جب ہونہ روشن آفتاب  
وارث مشککشاکے لاڈلے بھیر سول  
اپنے حیرت پر نظر ہو پھیر وہی حیرت مآب

صفت



میں اُس میں گم ہوا میری قسمت تو دیکھئے  
 یعنی کمالِ جذبِ محبت تو دیکھئے  
 صحرا بھی تنگ ہو گیا وسعت تو دیکھئے  
 حد سے بڑھی ہوئی میری وحشت تو دیکھئے  
 دریا بڑے دل کی لہریں فلک بوس ہو گئیں  
 ہلکا سا پہ موجِ اُلفت تو دیکھئے  
 رکتا نہیں ہے سیلِ طبیعت بوقتِ جوش  
 طوفانِ آرزو کی جسارت تو دیکھئے  
 کرتے ہیں مدح پیرِ مغال جھوم جھوم کر  
 بارہ کشوں کا حسنِ عقیدت تو دیکھئے  
 حیرت کدے میں حسن کے حیرت بھی محو ہے  
 اس چاندنی میں صورتِ حیرت تو دیکھئے

مژدہ اسے جوشِ جنوں پھولا گلستانِ بہار  
 تو بھی ہوزِ بیتِ وہ تختِ بیابانِ بہار  
 پٹیوائی کو ترمی اسے سروِ بستانِ بہار  
 نغمہ زن ہیں تمرباں با ساز و سامانِ بہار  
 تیری چشمِ مسرت کے صدقے مرنے میں دیکھے  
 ہیں خراماں ہر طرف گویا غزالانِ بہار  
 ان کے ذوقِ دید کا اندازہ ہو سکتا نہیں  
 جو ازل سے ہو رہے ہیں تیشہ کا مانِ بہار  
 ایک عجب رسم کو بھی اسے ساقیِ روزِ ازل  
 جھومتے پھرتے ہیں بی کر جس کوستانِ بہار  
 ہائے وہ روئے منور جس کے اک ویدار سے  
 مہرِ عالمتاب ہے شمعِ شبستانِ بہار  
 کوئی بیخود کوئی حیراں ہے تڑپتا ہے کوئی  
 ہے کوئی حیرت کدہ یا محشرستانِ بہار

برسوں اوج زندگی پر زعم باطل میں رہے  
 غور سے دیکھا مگر جب پہلی منزل میں رہے  
 ہو گئے حیرت سرا پا جب کہا دل میں رہے  
 وہ یہی سمجھا کئے ہم اپنی محفل میں رہے  
 اس کو معراجِ مجتہد اے دلِ نادان سمجھ  
 آخری دم بھی اگر ہم چشمِ قاتل میں رہے  
 اللہ اللہ یہ سخاوتِ دلِ سمندر ہو گیا  
 اب تو کچھ حاجت نہیں بس تو مرے دل میں رہے  
 واہ رہی مقبولیتِ خواہش انہیں باقی رہی  
 اور تھوڑی سی تڑپ اللہ بسمل میں رہے  
 اے مرے خورشیدِ ذرہ نوازی ہے تری  
 درنہ حیرت ہے ترا جلوہ مرے دل میں رہے

ابھی کل تک جنوں زنجیر سے دمرت و گریباں تھا  
 جو دیکھا آج مجنوں سوئے صحرا پابجوالاں تھا  
 عجب انداز سے دیوانہ جنگل میں خراباں تھا  
 کہ گل تھے سامنے دامن کشاں خار مغیلاں تھا  
 سوادِ کفر کا پرودہ تھا حائلِ نورِ وحدت پر  
 حقیقت میں اگر دیکھا تو وہ کافر مسلمان تھا  
 کچھ اس صبح دھج سے مستانہ نزا میخانہ سے نکلا  
 کہ بوتل ہاتھ میں تھی جیب میں پوشیدہ قرآن تھا  
 مرے سینے میں دل اور دل میں ارباں ان بن بتابی  
 ترے صدمہ میں یہ اک بے سوساں کا سا ماں تھا  
 میں آزادِ عدم کانٹوں میں آکر بھنس گیا آخر  
 گلستاں تجھ سے تو بہتر مرا پہلا بیاباں تھا  
 مزا کہا زندگی کا جب نہ آفت ہو تری دل میں  
 مری جاں جب نہ تھا تو دلِ دل اک جسم بے جاں تھا  
 تناعتِ فقر کی تھی ایک تاج خسروی ہم کو  
 ہمارا بوریائے بے ریا تختِ سلیمان تھا  
 درِ بیتِ خانہ پر اب کس لئے حیرت پڑا آکر  
 ارے کم بخت تجھ کو کیا ہوا تو تو مسلمان تھا



۵۲  
 بہ ہزار غم مزہ و ناز آ تو کسی طرح کی چین میں آ  
 تیرا درد ہے میری زندگی کبھی میرے دل کی عین میں آ  
 جو بنارہا ہوں میں آشیاں اُسے برق بن کے جلا بھی دے  
 میری کائنات نثار ہو کبھی میرے اُجڑے وطن میں آ  
 تیری ہر اوپہ فدا ہوں میں دلِ جان وقفِ رضا ہوں میں  
 مجھے شکلِ عیش میں مل کہیں کہ لباسِ رنج و محن میں آ  
 وہ لطیفِ حشرِ حال ہونہ فراق ہونہ وصال ہو  
 میری روح بن کے فلکِ اُرد میری جان بن کے بدن ہیں  
 مجھے ہر وہاہ سے کیا غرض مجھے دھوپِ چھاؤں سے واسطہ  
 کہ ازل سے پہلے جو نور تھا اسی اپنی پہلی کرن میں آ  
 تو نہرا خرقة بدل کے چھپ تجھے ڈھونڈ لو لگا میں جانِ جان  
 مجھے شکلِ نو میں نول کہیں کہ او اے طے زر کہن میں آ  
 تیری ہر کلی کو ہے آرزو تو گلوں کو ہے تیری جستجو  
 بہ ہزار جو ہر رنگ و بو کبھی کاشش تو بھی چین میں آ  
 تو جہاں سے ایسا نکل کے جا کہ نہ تجھ کو تیری خبر رہے  
 تو وطن کو اپنے جو چھوڑ دے نہ خیال اہل وطن میں آ  
 میرا دل ہے حسن کا آئینہ کبھی اس میں حیرت عشق بن  
 تیرے صدقے اے مرے گلبدن تو کبھی تو دل کی لگن میں آ

# جوگی کا برن

جوگی کا برن ہم نے لیا یار کی خاطر  
کیوں یار کی خاطر ہے دل زار کی خاطر

اللہ کے حسن رُخ جاناں تیرے جلوے  
جو دیکھ لے اک بار وہ دل کیسے نہ تڑپے  
اک لمحہ بھی آرام سے جو اس کا نہ گزے

جو کچھ وہ کرے تھوڑا ہے دیدار کی خاطر  
کیوں یار کی خاطر ہے دل زار کی خاطر

فرصت اُسے کبھی تیری یاد سے جاناں  
جس دل پہ ہوا نقش خیالِ رُخ تاباں  
کیا کھانے کی حاجت ہے، اُسے غم سے جو نہاں

ہاں بھیک جو مانگے گا تو دیدار کی خاطر  
کیوں یار کی خاطر ہے دل زار کی خاطر





کروں تعریف کیا تیری نظر کی  
 کہ لاکھوں کر دیئے گھائل جدھر کی  
 یہ ہے ادنیٰ کرامت اس نظر کی  
 کہ دنیا مست کر ڈالی جدھر کی  
 شبِ غم ہو سکی جیسے بسر کی  
 مگر آف آف وہ امیدیں محسوس کی  
 مرے جاتے ہیں دونوں اک نظر پر  
 خبر لے لے ذرا دل کی جگر کی  
 یہی لے لے کے پونجی رہ گئی ہے  
 حفاظت کیوں نہ ہو زخمِ جگر کی  
 مری آہِ رسا کی نارسائی  
 لئے جاتی ہے اب تک بھی اثر کی  
 اٹھائے پردے حیرت کے نظر سے  
 ذرا سی جس پہ وارث نے نظر کی

آیا ہوں دل میں جلوہ جاناں لئے ہوئے  
 محشر میں اپنے حشر کا سماں لئے ہوئے  
 اے دل تو شاد باشس کہ مقتل میں آئے ہیں  
 وہ آج تیرے قتل کا سماں لئے ہوئے  
 کافی ہے میرے واسطے دل کی لگی فقط  
 مرجاؤں کاشس آپ کا ارماں لئے ہوئے  
 مجبور ضبط عشق ہوں ورنہ بجوشِ اشک  
 بیٹھا ہوں دل میں سینکڑوں طوفان لئے ہوئے  
 لکنہ جلاوے خرمین ہستی کو برقی حسن  
 بیٹھا ہوں کب سے دل میں یہ ارماں لئے ہوئے  
 آماجگاہِ حیرتِ انوار ہے یہ دل  
 سینہ مثالِ طور درخشاں لئے ہوئے

# دل کے ٹکڑے

اس عنایت کے ہیں قرباں دل کے ٹکڑے کر دئے  
 اک جھلک سے ہستی باطل کے ٹکڑے کر دئے  
 کیا بتاؤں کس ادا سے دل کے ٹکڑے کر دئے  
 دل کے ٹکڑے ہاں دل سہیل کے ٹکڑے کر دئے  
 غور کر پر وہ نشیں عاشق سے پردہ تاج کے  
 قیس کی اک آہ نے محفل کے ٹکڑے کر دئے  
 جوشش گریہ میں دل خوں روتا روتا بہ گیا  
 موج طوفان نے غرض ساحل کے ٹکڑے کر دئے  
 اک نظر سے کل جہاں کو محویت سر کر دیا  
 میرے وارثا نے سریم دل کے ٹکڑے کر دئے

جب سے مانوس محبت ہے طبیعت میری  
 میں سمجھتا ہوں مکمل ہوئی فطرت میری  
 جذب ہو جاؤں میں تجھ میں میرے وارث ایسا  
 تیرا دھوکا ہو جو دیکھے کوئی صورت میری  
 فکر کو نین ہے کیا مجھ کو کرم سے اس کے  
 خود مددگار ہے اللہ کی قدرت میری  
 قلب مضطر کو کہیں تیرے سوا چین نہیں  
 بھر گئی اب تو زمانے سے طبیعت میری  
 میں جو موجود ہوں دنیا میں تو معدوم بھی ہوں  
 دونوں عالم کا مرقع ہے یہ صورت میری  
 میں بھی حیران ہوں کیا راز ہے اس میں پنہاں  
 آئینہ سب کو بنا دیتی ہے حیرت میری

# دل

اب کوئی موقع نہیں آئیں وہاں کے لئے  
 جلوے خود بیتاب ہیں دل میں سمانے کے لئے  
 گر کوئی دنیا میں آتا ہے تو جانے کے لئے  
 دل میں ہو عہدِ بلی ہر دم نبھانے کے لئے  
 عشق میں مطلب نہ ہو خواہش نہ ہو حسرت نہ ہو  
 عشق ہو شانِ عبودیت نبھانے کے لئے  
 گر ٹرپ نالے میں ہو اتنی تو ہواے عندلیب  
 برق تنگے چن کے لائے ایشیا کے لئے  
 وسعتِ دل روزِ روشن کی طرح ہو گی عیاں  
 پھر فلک آمادہ کیوں ہو آزمانے کے لئے  
 اے دل جان بزار تجھ کو جان نشاری کی قسم  
 عزم ہو غضبِ المثل تیرا زمانے کے لئے  
 بے طلب ہوں اور حیراں ہوں کہ یہ فقہ ہے کیا  
 کس لئے حیرت رنے میری دل زمانے کے لئے

# دردِ دل

کون اُن کو اب سُنائے ماجرا سے دردِ دل  
 کشمکش میں نزع کی ہے مبتلا سے دردِ دل  
 اوس سچا دم مسری جاں یاد پر تیری نشا  
 دردِ ہجران ہے ترا مجھ کو دوائے دردِ دل  
 دردِ دل سے دل کو اب اتنی لگاؤٹ ہو گئی  
 جب کمی دیکھی تڑپ اٹھا برائے دردِ دل  
 کس قدر دونو ہیں اب اک دوسرے پر مبتلا  
 درد ہے دل پر فدا اور دل فدائے دردِ دل  
 حُسن کی دلداریاں کیوں عشق کا حصّہ نہ ہوں  
 حُسن میں پہناں ہیں لاکھوں راز ہائے دردِ دل  
 نامہ بر قدموں پہ تیرے دل فدایہ تو بتا  
 سُن لیا تھا اُس نے میرا ماجرا سے دردِ دل  
 درد کی لذت پہ دل تو زفتہ رفتہ مہٹ گیا  
 اک سکوتِ منتقل اب ہے بجائے دردِ دل  
 ختم کر حیرتِ خدا را داستانِ سوزِ غم  
 کون سُن سکتا ہے تیرا ماجرا سے دردِ دل

ضبط کتب سے انہیں حال سنائے نہ بنے  
 کیا کرے سینے میں جب بات چھپائے نہ بنے  
 ہوں جو خاموشی تو پھر جان و جگر جلتے ہیں  
 راز وہ ہے مرے دل میں جو سنائے نہ بنے  
 عشق میں پہلا قدم بھی نہیں اٹھ سکتا ہے  
 ہستی دل کوئی جب تک مٹائے نہ بنے  
 تم نہ چاہو تو میں مر کر بھی نہیں مل سکتا  
 تم جو چاہو تو کبھی مجھ سے بن آئے نہ بنے  
 یاد سے ان کی مری جان بھنکی جاتی ہے  
 اور بھلاؤں بھی جو ان کو تو بھلائے نہ بنے  
 یہ تو مانا کہ بڑی ہوتی ہے بربادی دل  
 یہ بھی ہے ان کو مری خاک اڑائے نہ بنے  
 آج خاموشی بھی اس بزم میں ہے نالہ کناں  
 اور حیرت ہو اگر بزم پہ چھپائے نہ بنے

خیزد نہ ناز سہیذا حیلہ تامل ہے

نہ گئیں آہ و زاریاں نہ گئیں

دل کی ناکردہ کاریاں نہ گئیں

سُن کی جلوہ بازیوں نہ گئیں

عشق کی بقیہ ساریاں نہ گئیں

پتے پتے میں ڈرے ڈرے ہیں

اُن کی صنعت نگاریاں نہ گئیں

نہ رکا دست سائی قیاس

میری بھی بادہ خواریاں نہ گئیں

لاکھ ہڈکار میں رہا لیکن

اُن کی آمرزگاریاں نہ گئیں

کر کے حیرت کو خلق میں حیران

اُن کی آئینہ داریاں نہ گئیں

خیزد نہ ناز سہیذا حیلہ تامل ہے



## جلوہ مستانہ

جس روز سے دیکھا ہے وہ جلوہ مستانہ  
 ہر دل ہوا سبب خانہ ہر آنکھ سے پیانہ  
 اب دل کا تقاضا ہے اے جلوہ جانانہ  
 بت خانے میں کعبہ ہو کعبے ہیں ہو بت خانہ  
 چل اے دل وحشی چل ہر ذرہ پریشیاں ہے  
 سفسان ہے آہٹ سے پھر خراب کا ویرانہ  
 مجوس تمنا میں ارمان پریشیاں ہیں  
 دل غیرت زنداں ہے دل غیرت ویرانہ  
 سر جائے تو ہاں جائے جاں جائے تو ہاں جائے  
 بس پاؤں نہ ہٹ جائے اے ہمت مروانہ  
 اک درد کی دنیا ہے حیرت کی طبیعت بھی  
 اور اس کی غمزل خوانی اک نعرہ مستانہ

کامیابی کا مرانی اور ہے  
 میرے اشکوں کی روانی اور ہے  
 فقہ ہائے حسن و خوبی خوب ہیں  
 عشق کی لیکن کہانی اور ہے  
 اب شمشیر نگہ قاتل ہے پر  
 شریکین چتون کا پانی اور ہے  
 گر چہ تفسیر زباں ہے شرحِ غم  
 گفتگوئے بے زبانی اور ہے  
 لاکھ مقررہ پر چڑھائیں پھول یہ  
 مننے والی کو جوانی اور ہے  
 وجہ حیرت سب ہی جلوے ہیں مگر  
 جلوہ حیرت رانی اور ہے

## نوجوان سے

رمیدہ مثل ہوائے عالم تیری شمیم خیال کیوں ہو  
 تو احسن المخلوق ہے جہاں میں تو پھرزبوں تیرا حال کیوں ہو  
 تجھی سے شیرازہ جہاں ہے کہ بے نشان کا تو ہی نشان ہے  
 تو رازِ قدرت کا رازِ دال ہے جہاں میں پائمال کیوں ہو  
 تو جانتا ہے کہ تیری کھیتی نئے ہی ہاتھوں پرپ سکیگی  
 تو بے خبر جب رہ گیا اُس سے تو بار و بار یہ نہال کیوں ہو  
 تو غیر کے در پر ہمک لپٹے کہاں ہے تیری وہ ہمیشالی  
 تو اپنے جلووں میں خود سما جا جہاں میں تیری ل کیوں ہو  
 تو اپنی ذاتی تجلیوں سے جہاں کو آئینہ خانہ کر دے  
 کہ جس سے رنگیں ہو سارا عالم وہ حیرت خستہ حال کیوں ہو

نہ دیرانے میں بستنا ہوں نہ ہوں آباد بستی میں  
 نگاہ یار کے صفے لبس ہوتی ہے مستی میں  
 ارے ناوان مٹا جا سر لبس الفت کو چے میں  
 کہ راز سر بلندی ہے نہاں اس جا کی بستی میں  
 تری پر کیفیت آنکھوں سے پیاسے جام دو نونے  
 غزالانِ ختن ہیں شونخ نرگس مست بستی میں  
 کسی کے درو بے پایاں کی کیونکر تاب ہو مجھ کو  
 کہاں سے لاول اتنی طاقتیں کمزور ہستی میں  
 یہاں کیا کر سکے گی سوزن تدبیر اے ہمدم  
 رفو کیا ہوں کہ لاکھوں چاک ہیں بلو میں ہستی میں  
 چراغِ صاعرفنا کی ضیا میں بکھرا و غافل  
 خدائی طاقتیں موجود ہیں انساں کی ہستی میں  
 خدا جب بیروا لاث ہے خدائی بھی مری وارثا  
 زمانہ کیوں نہ وارثا ہو سرا وارثا پرستی میں  
 کہیں البیانہ ہو سرا راکے پر دے سرک جائیں  
 خدا جانے میں کیا کیا بک گیا ہوں جوشِ مستی میں  
 زمانہ تک رہا ہے کیوں مجھے مجھ کو بھی حیرت ہے  
 خدا جانے چھپا ہے کون اس ناچیز ہستی میں

# نہ نکھیں

عشقِ مضطر کی اشکبارا نکھیں  
 عشقِ اب عمر بھر تماشا کر  
 دل کی دنیا ہائے دیتی ہیں  
 ہائے کتنی ہیں پیار کے قابل  
 ماکش ایسی نگاہِ دل جباتی  
 کفر و ایمان فروش ہیں دو لو  
 کس قدر ہائے یاد آتی ہیں  
 حن کی نشان پر شمارا نکھیں  
 ہو چکیں وقف انتظارا نکھیں  
 وہ تری مست و پر شمارا نکھیں  
 وہ جسیں وہ ستم شمارا نکھیں  
 جس سے دیکھوں وہ بار بارا نکھیں  
 ایک کافر کی دیندارا نکھیں  
 وہ کسی کی جفا شمارا نکھیں

بن رہی ہیں مرقعِ حیرت  
 رشکِ آئینہ ابدارا نکھیں

اس سے کچھ مطلب نہیں کیا عشق کا انجام ہے  
 اُن پھرتے ہو کے مرجانا ہمارا کام ہے  
 عشق کی تکلیف کو تکلیف میں کیونکر کہوں  
 یہ تو دنیا بھر کے آراموں کا اک آرام ہے  
 کیوں نہ سینے سے کلبجے سے لگا رکھوں انہیں  
 دل میں جتنے تیر ہیں اُن پر تمہارا نام ہے  
 جس نے دیکھا دیکھتے ہی مست و بیخود ہو گیا  
 صن کا جلوہ نہیں یہ بے خودی کا جام ہے  
 کثرتِ عصیاں سے لرزاں تھا میں بچید حشر میں  
 رحمتیں بول اٹھیں بخشش تو ہمارا کام ہے  
 جس کو دیکھا مست ہے، مدہوش ہے سرشار ہے  
 چشمِ ساقی کا یہ اک ادنیٰ سا فیضِ عام ہے  
 عشق کا بارِ ملامتِ مہنت سر پر لے لیا  
 حیرتِ جانناز کا جیتا شر فزا ہر کام ہے

کانوں میں اک صدا جو سمائی ہوئی سی ہے  
 روزِ ازل کی ان کی سنائی ہوئی سی ہے  
 دل میں یہ اک ادا جو سمائی ہوئی سی ہے  
 جانے کہاں کی ان کی دکھائی ہوئی سی ہے  
 ہم مر کے بھی نہ جائیں گے کوچے سے آپ کے  
 کچھ اب تو دل میں ایسی سمائی ہوئی سی ہے  
 وہ آئیں میرے قتل کو ایسے کہاں نصیب  
 یہ تو کسی کی یوں ہی اڑائی ہوئی سی ہے  
 کس بیگنہ کے خون سے شر مار ہے ہیں آپ  
 ہمیشہ آج نوحوں میں بنائی ہوئی سی ہے  
 کچھ درد کی تڑپ ہے نہ فرقت کا ہے ملال  
 وہ شکل دل میں ایسی سمائی ہوئی سی ہے  
 حیرت غزل نہیں ہے تمہاری یہ سحر ہے  
 حیرت تمام بزم پہ چھائی ہوئی سی ہے

# ہوش

جلوہ آرا کون بے پردہ یہ پردہ پوش ہے  
 ذرہ ذرہ بزمِ ہستی کا جواب مدہوش ہے  
 آپا کی تصویر ہر دمِ دل سے ہم آغوش ہے  
 یعنی وہ بے ہوش ہوں قربانِ جن پر ہوش ہے  
 رحمتوں والے سے ٹکر ہے گنگاروں کی آج  
 ہم ادھر فاموش ہیں اور وہ ادھر پر ہوش ہے  
 بے خبر ہونے پہ بی ہے سارے عالم کی خبر  
 ایسی بے ہوشی میں مستانوں کو ایسا ہوش ہے  
 ہم پلانوشوں کی ہمت کو تو اسے ساتی نہ پوچھ  
 دونو عالم سر پہ رکھ لے جائیں اتنا ہوش ہے



نہ کو ان گہرائیوں کی پائے کیا غواصِ عقل  
 رودِ بارِ عشق کا ہر قطرہ قلمِ نوش ہے  
 جانے والے پھر انہیں مستی بھری آنکھوں سے دیکھ  
 لوگ کہتے ہیں ترے بیمار کو پھر ہوش ہے  
 اللہ اللہ اک زمانہ ہے خرابِ آرزو  
 اس نگاہِ مست پر صندِ متاعِ ہوش ہے  
 واہ کیا حیرتِ فزا منظر ہے دل کی بزم کا  
 جلوہ جیراں سے اب حیرتِ جو ہم آغوش ہے  
 حُسنِ والوں میں بھی اب تو ہوس ہے یہ تذکرے  
 سن رہے ہیں آجکل حیرتِ کفنِ بردوش ہے

سید حیرت

# دیدارِ یار<sup>۷۲</sup>

ہجومِ محشر میں کل سنا ہے کہ عام دیدارِ یار ہوگا  
چمک کے جو طور پر چھپا تھا وہ جلوہ پھر آشکار ہوگا  
رہ طلب میں جو مٹ مٹا کر رہ طلب کا غبار ہوگا  
وہ سُرِ چشمِ شوق ہوگا وہ غارِ رُئے یار ہوگا  
تو دل سے اُن پر نثار ہو جا مانہ تجھ پر نثار ہوگا  
رہ محبت کا ذرہ ذرہ ترے لئے بقیہ ررار ہوگا  
بحیبِ الٰہی ہے چالِ اسکی عجب محبت کا فلسفہ ہے  
کہ جننا شکر کوئی ہوگا اسی قدر ہوشیار ہوگا  
تو ہی تو اے ساتیِ محبت سرورِ جاں ہے خمارِ دل  
کہ تیری آنکھوں سے جس نے پی لی وہی تیرا بادہ خوار ہوگا  
ہنسی کہو اس حسین صورت کو دیکھ کر اٹنے کے اندر  
جو دل تمہارا بھی جا رہا ہو نہیں بھی کچھ نصیب ہوگا  
نہ پھر سنہلنے بنے گی تجھ سے ابھی سے اے باغیاں سنہل جا  
کبھی جو آنکھوں نے وہ چمن میں چمنِ شعلہ زار ہوگا  
نہ پوچھو حیرت کا کچھ ٹھکانا وہ اپنی حیرتوں میں گم ہے  
کسی کے در پر پڑا ہوا وہ بحالِ زار و نزار ہوگا

پر تو نورِ حُسن سے دل کو مرے خبر کہاں  
 زینتِ بزمِ ہنے کوئی اتنی مجھے نظر کہاں  
 اُف رے وفورِ اضطرابِ ذوقِ نظر بھی نحو ہے  
 سوزِ دروں پہ مہٹ گئے قلب کہاں جگر کہاں  
 بزمِ خیال کی طرح بزمِ وجود اٹھ گئی  
 شمع کے ساتھ رات کے ٹوٹے ہوئے وہ پر کہاں  
 مل تو گیا وہ آستانِ مجدے نثار کر بھی دے  
 جذبہ شوق اب نرا سجدہ فروش سر کہاں  
 کیسی تجلیِ جمال اپنا ہی انتخاب ہے  
 حنِ تختِ تاج ہے شمس کہاں فکر کہاں  
 کس کی ہے دکھ بھری صدا راتوں کی نیند اڑ گئی  
 پھر سے کہیں جناب اب نالوں میں ہے اثر کہاں  
 حیرتِ انتشار سے کیوں نہ ہو قلب منقلب  
 جلووں کا یہ اجموم ہے حیرتِ کم نظر کہاں

# انتظار میں

نکلے جو دم کسی کا تڑبے انتظار میں  
کیا خاک چین پائے وہ کنج مزار میں

اوسرتِ نازِ آن تری محشر خرامیاں  
اک حشر سا بپا ہے دلِ بقیار میں  
کہنا نہ پھر کہیں ہمیں بد نام کر دیا  
دیکھو کہ دل نہیں ہے مرے اختیار میں

اب کیا کہیں کہ کیسے ملا آستانِ بار  
سجدے قدم قدم پہ کئے رہ گزار میں  
اُس عندلیبِ سونہرے سماں کی کچھ نہ پوچھ  
جس کا اُجڑ گیا ہونش میں بہار میں

اُس برق و ش کے حُسن کی اللہ کے تپش  
 اک آگ سی لگی ہے دلِ داغدار میں  
 قیمت کی نارسائیاں بعدِ فنا رہیں  
 مر کے بھی دفن ہو نہ سکا کوٹے یار میں  
 کیا پوچھتے ہو دل کا پتہ دل کا کیا پتہ  
 مدت ہوئی کہ بل گیا گرد و غبار میں  
 خورشیدِ حشر اپنی دکھاتا ہے تابشیں  
 میں سورہا ہوں گوشہٴ دامنِ یار میں  
 حیرت کہ تجھ کو حیرت دیدار ہو نصیب  
 آدیکھ لے تو شانِ خدا حُسنِ یار میں

حُسنِ گر بے نقاب ہو جانا      عشقِ خانہ خراب ہو جانا  
 چھو جو لینا تمہارے قدموں کو      ذرہ بھی آفتاب ہو جانا  
 آہِ سوزاں سے قلبِ مضطر کی      سنگ بھی آبِ آب ہو جانا  
 حُسنِ ناکام رہ نہیں سکتا      عشقِ کیوں کامیاب ہو جاتا  
 جلوہ دید کے نمائشے میں      ختمِ یومِ الحساب ہو جاتا  
 ذرے ذرے میں اپنا گھر توتا      میں جو خانہ خراب ہو جانا  
 بن سنور کے جو وہ نہ آجاتے      میرا لاشہ خراب ہو جاتا  
 حُسنِ بہرِ سوالِ دل آتا      عشقِ کیوں لاجواب ہو جاتا  
 وہ تڑپنے میں دل کو ملتا مزا      سر بسر اضطراب ہو جاتا

عشقِ آئینہ بن کے گر آتا

حُسنِ حیرت مآب ہو جانا

## آرزوئے دید

دیدار ہو کسی کا مدت سے آرزو ہے  
 کیا کھیل ہے قضا کی خود ہم کو جستجو ہے  
 صورت کسی کی دل میں ایسی بسی ہوئی ہے  
 میں اُس کے روبرو ہوں وہ میرے روبرو ہے  
 اللہ کے تصور اللہ کے سمائی  
 جکو بھی دیکھتا ہوں تجھ سا ہی ہو بہو ہے  
 سوز و گداز بن کر تو دل میں بس رہا ہے  
 خود کو جو دیکھتا ہیں اے جان تو ہی تو ہے  
 اے وارثاً دو عالم اب اس کی لاج رکھنا  
 تیری ہی رحمتوں سے حیرت کی آبرو ہے

مہجرت ہی حیاتِ جاوداں ہے رُوحِ انساں کی  
 یہ لُجائے تو کچھ حاجت نہیں پھر آبِ حیاں کی  
 گھٹائیں گھر کے آئی ہیں غم و اندوہ و حسرتوں کی  
 الہی خیر ہو اب میرے ضبطِ سوزِ پنہاں کی  
 یہ شوریدہ سری کس کام آئی میری وحشت میں  
 وہیں پر ہیں جہاں پر نہیں حدیں دیوارِ زنداں کی  
 کسی مستی بھری آنکھوں نے پھر میری طرف دیکھا  
 خراب کیا ہے گی مجھ کو اپنے دین و ایماں کی  
 زمین و آسماں کی و سعتیں دل میں سمائی ہیں  
 یہ اک ہلکی سی جولانی ہے میری طبعِ جولاں کی  
 کسی کے جلوہ رخ کی جھلک ہر روز لُجائی جاتی  
 اڑاتا دھجیاں ہر روز میں جیب و گریباں کی  
 تو ہی بتلا ترا چیرت کہاں جاؤں تیرے در سے  
 بس ہو گی کہاں پر جا کے اب اس تیرے حیراں کی



# حسن و عشق

عشق کی سرگرمیاں سر جویشیاں  
 ان کی میرے قتل کی سر جویشیاں  
 اب تو انکی بھی خبر دل کو نہیں  
 جستجوئے یار میں معدوم ہوں  
 حنم کے خم پتیا ہوں اور ہشتیار ہوں  
 ان کے استفسارِ حال زار پر  
 حسنِ ظالم کی تغافل کویشیاں  
 اور مری تیاریاں سر جویشیاں  
 اللہ اللہ رے مری بیہوشیاں  
 کیوں محفل ہونگی مری و پوشیاں  
 کیا بلا ہیں میری بادہ نوشیاں  
 کہہ گئیں سب کچھ مری خاموشیاں

حیرتِ شیریں بیاں کچھ اور بھی  
 حیرت افزا ہیں تری خاموشیاں

سلام اے انتظامِ عالم سلام میرا سلام میرا  
 جنوں خرد ہے خرد جنوں ہے نظام ہے بے نظام میرا  
 پڑا ہوں دور انکے در سے زاہد میں کالے کوسوں ہزاروں منزل  
 پر ان کے جلووں سے دل ہے روشن مثالِ ماہِ تمام میرا  
 بس ایک تجھ پر جو مر مٹا ہو کس زماہِ صوب میرا ہو گیا ہے  
 فنا بھی میری بقا بھی میری جہاں میں باقی ہے نام میرا  
 تری محبت میں مٹ کے پھر بھی میں جی ہا ہوں کیا غضب ہے  
 نہ زندگی زندگی ہے میری نہ موت کرتی ہے کام میرا  
 جو قتل گاہ میں شہید سب کو کیا مجھے بھی نہ چھوڑتا تل  
 میں زور بانو پہ تیرے قرباں ابھی ہو قہقہہ تمام میرا  
 جفا بھی تیری وفا ہے مجھ کو اسی بہانے سے یاد کر لے  
 رہے زمانے میں نام تیرا بلا سے مٹ جائے نام میرا  
 دماغ بے حس خیال باطل زبان میری نہ لطق میرا  
 کسی کی حیرت کے ہیں کرشمے جو ہے مؤثر کلام میرا

# تلاش

بس میں ترے زمیں ہے قفسے میں آسماں ہے  
 اے دو جہاں کے مالک میرا نشان کہاں ہے  
 سینے میں بن کے حسرت اک تیرے لے کہاں ہے  
 جب تک رہے یہ دل میں انسان نیمجاں ہے  
 فصل بہار میں توفیقِ قفس میں گذری  
 چھوٹے جو اب قفس سے تو موسمِ خزاں ہے  
 ہر ذرہ اُس کی منزل صحرا ہو یا ہو گلشن  
 کیوں لے نشان رہے وہ تیرا جو لے نشان ہے  
 لطف و کرم سے اپنے اب اس کو تو اٹھالے  
 حیرت زدہ یہ تیرا برابرِ دو جہاں ہے

# نصابِ عشق

کیوں نہ ہوں دیوانہ میں عینِ شبابِ عشق ہے  
 دل میں ہر دم نغمہ زن گویا ربابِ عشق ہے  
 ایسی دلداری پہ جان و دل تصدق ہوں نہ کیوں  
 اپنے ذروں پر خدا خود آفتابِ عشق ہے  
 او رہین بے کسی تو پستی ہمت مٹا  
 تیری ہستی خود زمانہ میں نصابِ عشق ہے  
 عالم اسباب کو ادراک اس میں کچھ نہیں  
 آپ ہی تعبیر ہے اپنی وہ خوابِ عشق ہے  
 اپنے مٹ جاتے کی تجھ کو بھی خیراے دل نہ ہو  
 زندگی کیا ہے بس اک موہوم خوابِ عشق ہے

دن نکل آیا نواٹھ کر اس کی اب تعبیر دیکھ  
 وجہ سب داری عالم تیرا خوابِ عشق ہے  
 کیوں حوادث کے پھیڑے اس سے ہوں بروئے کار  
 جو تلاطم سے نہ ٹوٹے وہ حسابِ عشق ہے  
 جس کے اک قطرے سے دنیا ہوگی مست و خراب  
 وہ تو اک ہلکی سی پھینکی سی شرابِ عشق ہے  
 کون سی آنکھوں سے دیکھوں کس زبلیں سے ہو بیاں  
 حسن کا ہر ایک ذرہ آفتابِ عشق ہے  
 عشق میں ناکامیوں کا حاصل مجھ سے نہ پوچھ  
 کامیابِ عشق بھی ناکامیابِ عشق ہے  
 دھونڈتے ہر کیا ٹھکانا حیرتِ حیران کا  
 خانماں برباد و بدست و خرابِ عشق ہے

تڑپ اور اتنا تڑپ تو اے دل کہ عین صبر و قرار ہو جا  
 تو انتہائی خموشیوں سے فضاؤں میں لغمہ بار ہو جا  
 اگر محبت نبھانی چاہے تو بار سے کچھ طلب نہ رکھ تو  
 ہزار تجھ سے کرے وہ نفرت تو اُس پہ دل سے نثار ہو جا  
 ارے خرابِ نشاطِ فانی تو دائمی عیش پر نظر رکھ  
 اگر تجھے اختیار ہے کچھ تو خود ہی بے اختیار ہو جا  
 تو وضع داری پہ اپنی مٹ جا کہ مرتے دم تک نبھادے سکو  
 ہزار مسرتِ بے خودی ہو، مگر خودی پر نثار ہو جا  
 وہ کارنامے ترے سہری فسانے جھوٹے بنے ہوئے ہیں  
 زمانے بھر کو جگانے والے تو پھر سے اب ہوشیار ہو جا  
 جو کامرانی جہاں کی چاہے جو ہو تمنائے حکمرانی  
 کسی کے دکھ میں شریک ہو جا کسی کے دل کا قرار ہو جا  
 خرابِ کیفیتِ نیاز مند سی طلسمِ الفت نہ ٹوٹے حیرت  
 جہاں کو آئینہ خانہ کر دے زمانہ کا راز دار ہو جا

وہ نہیں ہے مجمع عام میں نہ وہ اپنی خلوتِ ناز میں  
 وہ بزرگِ حسن ہے جلوہ گر میرے قلبِ آئینہ ساز میں  
 کہوں کیا دکھائی دیا مجھے فقط اک تجسلی ناز میں  
 کہ حقیقتیں ہی حقیقتیں نظر آئیں حسنِ مجاز میں  
 تجھے کچھ خبر بھی ہے غزنوی وہ کرشمہ سازیِ عشق تھی  
 وہ تری ہی آنکھ کا نور تھا جو چمک رہا تھا ایاز میں  
 وہ نیاز مندیاں عشق کی ہوئیں انکے ناز میں جلوہ گر  
 کھلی چشمِ دل تو عیاں ہوا میں ہوں ناز میں وہ نیاز میں  
 میرا عشق اب ترا حسن ہے مرا حسن اب ترا عشق ہے  
 یہی اصل ناز و نیاز ہے جو نیاز میں وہی ناز میں  
 میں ترے ہی در کا فقیر ہوں میں ترے ہی غم میں اسیر ہوں  
 مجھے اک ذرا سی جگہ ملے تری چشمِ بندہ نواز میں  
 تو کہیں نہیں تو ہے ہر جگہ مجھے کیوں نہ حیرت دیدار ہو  
 کہ ہزاروں پردوں میں چھپ کے بھی تو نہیں ہے پردہ راز میں

# نگینِ رُخ

فضا ئے دہر زنگیں ہے بہارِ رُوئے جانان سے  
 کوئی دیکھے یہ جلوے دیدہ خوں نابہ افشاں سے  
 ذرا اک اور چھٹیا جاتے جاتے بھی نمکداں سے  
 کہ ریزش ہے دعاؤں کی لپ ہرزخم خنداں سے  
 کہاں کے ہر وہ کسی تجلی طورِ سینا کیا ہے  
 مرا سینہ منور ہے کسی رُوئے درخشاں سے  
 میں جاؤں تو کہاں جاؤں خرابِ آرزو ہو کر  
 ہوا میں آ رہی ہیں خلد کی جب کوئے جانان سے  
 یہ کس کو دیکھ پایا ہے کہ جس کی جلوہ باری سے  
 نظر آتے ہیں جب حیرت نظر آتے ہیں جیراں سے



## او کماندار

مجھ سا دنیا میں کوئی صاحبِ تقدیر نہیں  
 یعنی ناکام مہیری کوئی بھی تدبیر نہیں  
 میں ہوں خاموش مسرے عشق کو سایاں ہے  
 وہ سمجھتے ہیں مسری آہ میں تاثیر نہیں  
 او کماندار! تجھے اپنی نگاہوں کی قسم  
 کیا مہرے واسطے ترکش میں کوئی تیر نہیں  
 دل کے سو ٹکڑے ہوئے خون بہا جان گئی  
 جب کہا اس نے کہ ترکش میں کوئی تیر نہیں  
 واہ کیا حسنِ دلاہیز ہے اللہ اللہ  
 خود بخود دل میں نہ کھٹ جائے وہ تصویر نہیں  
 عقل والوں سے فیسا پاشیاں حیرت کی نہ پوچھ  
 حیرتِ جلوہ گرمی ہوش کی تصویر نہیں

# حسن آبرو

دل کو پابندِ رنگ و بو کر کے      آبرو کھوٹی آرزو کر کے  
 خود کو کھو بیٹھے اپنے ہاتھوں سے      کیا بلا ان کی جستجو کر کے  
 خدمتِ خلق سے ہوئے مخدوم      آبرو پائی آبرو کر کے  
 دل کا ویرانہ کر لیا آباد      وقفِ ارمان و آرزو کر کے  
 رشکِ صد سینا کر لیا سینہ      دلنشیں ایک شمع رو کر کے  
 تم نہ کر بیٹھنا کہیں تقلید      وہ بلائیں تمہیں جو تو کر کے

حیرتِ آئینہ ہوئے جہت  
 آئینہ رو کو رو برو کر کے

# کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

یہ مسجد مندر میخانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے  
 سب جانناں ہیں تیرے کاشانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے  
 اک ہست کا تیرے قائل ہے انکار پہ کوئی مائل ہے  
 اصیلت لیکن تو جانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے  
 اک خلق میں شامل کرتا ہے اک سبب اکیلا کہتا ہے  
 ہیں دونوں تیرے مستانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے  
 کہیں حسن میں جلوہ فرما ہے کہیں آتش عشق میں جلتا ہے  
 تو کیا ہے؛ کوئی کیا جانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے  
 اک مست الہی ہے دیوانہ اک دانا بیسنا فرزانہ  
 اک خم سے بھرے دو پیمانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے  
 یوں نام کو بلبیل گل پر ہے اور شمع پہ مائل پروانہ  
 ہیں ایک ہی جلو سے کے دیوانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے  
 حیرت میں عالم سارا ہے کیا دل میں بھید چھپا یا ہے  
 اک بات ہے تلو ہیں افسانے کوئی یہ مانے کوئی وہ مانے

نہ یوں مجتہد میں جان کھوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے  
 نہ چین دن کو نہ شب کو روتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے  
 الہی فرقت میں کیا گذرتی کہ وصل میں بھی جو ٹپک رہے ہیں  
 نہ ہاتھ یوں زندگی سے دھوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے  
 وہ جی پہ اپنے گذر رہی ہے نہ کہہ سکیں گے نہ سن سکیں گے  
 نہ دل کا آنکھوں سے خون روتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے  
 ہم ایک مٹی کا ڈھیر ہیں اب کسی کے کیا کام آسکیں گے  
 نہ اس طرح نقد جان کھوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے  
 لگی ہے ایسی کہ جل بجھے ہیں مگر تمنا ہے اور سلگیں  
 کہ مشعل بزم عشق ہوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے  
 لبوں پہ اب دم اٹک رہا ہے نہ جی رہے ہیں نہ مر رہے ہیں  
 سسک سسک کے نہ جان کھوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے  
 تمام حیرت بنے ہوئے ہیں تمام حیرت بنا چکے ہیں  
 حواس و ہوش اپنے یوں نہ کھوتے نہ دل لگاتے نہ ایسے ہوتے

وہ دل ہی نہیں جبکہ اے جانِ خوبی تیرے درد سے کوئی الفت نہیں ہے،  
وہ کیا آنکھ جسمیں کہ اے نورِ عالم تیرے حسن کی کوئی رنگت نہیں ہے  
یہ ہے فطرتِ عشقِ خاموش رہنا کسی کی نہ سُننا کسی سے نہ کہنا  
سوائے تیرے ذکرِ شیریں کے اے جانِ کسی ذکر میں کچھ تلاوت نہیں ہے  
تیری شکل ہوئے سینہ میں پہاں تیرا درد ہو میری ہستی کا سماں  
تیری یاد میں بھی جو نکلے مری جاں مجھے پھر بھی دعوائے الفت نہیں ہے  
حقیقت مرے دل پہ سب اشکارا تیری رحمتوں پر ہے کامل سہارا  
جو عقارِ نو ہے جو ستارِ تو ہے مجھے کچھ بھی خوفِ قیامت نہیں ہے  
میری پارسائی مسرا زہد و تقویٰ یہ میرے لئے ہیں میں جو کچھ کروں گا  
کوئی شیخ سے جا کے کہے خدا را خدا کو تو ان کی ضرورت نہیں ہے  
یہ دارالامان ہے یہی جائے عرفاں یہی زندِ مسخوار ہیں اہلِ امیال  
جو ساقی نہ ہو اور نہ ہو بزمِ رنداں تو جنت بھی دراصل جنت نہیں ہے  
تجیرِ فزا ہے یہ شفقت کسی کی مجھے ہو چکی ہے زیارت کسی کی  
عنایت کسی کی ہے رحمت کسی کی یہ حیرت مری اپنی حیرت نہیں ہے

# سوز و گداز

حُسنِ جبِ محوِ ناز ہو جاتا      عشقِ کیوں بے نیاز ہو جاتا  
 وقفِ سوز و گداز ہو جاتا      پھر میں قدرتِ کارا ز ہو جاتا  
 اُن کے قدموں پہ بھبک گیا ہوتا      سرو بھی سرفراز ہو جاتا  
 پھر خدائی تری خدائی تھی      تو جو بندہ نواز ہو جاتا  
 تُو جو مخلوق پر فدا ہوتا      تجھ پہ خالق کو ناز ہو جاتا  
 بے نیاز کی حد بھی مل جاتی      میں بھی گریبِ نیاز ہو جاتا

اُن کی حیرتِ نصیبِ گریہ تھی  
 میں بھی آئینہ ساز ہو جانا

## نہ سہی

میں اگر با وفا نہیں نہ سہی  
 درو کی کچھ دوا نہیں نہ سہی  
 عشق بھی تو اسی کا جلوہ ہے  
 عشق تو مر کے زندہ رہتا ہے  
 موت مقبول ہے بنوں سے سہی  
 شوق سے قتل عام کر ظالم  
 اُن کے جلوے ذریعہ سلامت ہیں  
 میں مروں یا جیوں تجھے کیا ہے  
 وہ تو دل میں بسے ہوئے ہیں میرے  
 اور تم پر حفا نہیں نہ سہی  
 جیسے تیری رضا نہیں نہ سہی  
 حُسن کو گرفتار نہیں نہ سہی  
 زندگی کو بقا نہیں نہ سہی  
 ہاں قضا سے قضا نہیں نہ سہی  
 تجھ کو خوفِ خدا نہیں نہ سہی  
 میرا کچھ بھی پتا نہیں نہ سہی  
 تجھ پہ میں مرٹا نہیں نہ سہی  
 اُن کو میرا پتا نہیں نہ سہی

حُسنِ آئینہ ساز ہو جائے

عشقِ حیرت فزا نہیں نہ سہی

# سعی ناکام

خاص کے پیرو نہ حامی عام کے  
 سب ہیں دیوانے فقط اک نام کے  
 اُنکے در تک آہی پہنچے آخرش  
 مے چھلکتی جا رہی ہے دکھینا  
 زلف بکھرائے ہوئے اٹھے ہیں وہ  
 ایک ہی مقصد تھا جس پر مرے  
 کھوپکے ہوش و حواس و عقل و ضبط  
 اٹھو اور اب اٹھو کے ہمت پھر کرو  
 وارثی حیرت جہاں پر چھپا گئی  
 صدقے اپنے جامہٴ احرام کے

ہم تو بندے ہیں تمہارے نام کے  
 کیوں یہ جھگڑے ہیں رحیم و رام کے  
 صدقے اپنی کوشش ناکام کے  
 کچھ اتارو اب تو صدقے جام کے  
 صبح لے جلوے دکھائے شام کے  
 آدمی ایسے بھی تھے کچھ کام کے  
 ہم بھی کوئی آدمی ہیں کام کے  
 شکوے کب تک گردنِ یام کے



# ہو جا

محوِ نیاز ہو کر ہم طرح ناز ہو جا  
 وہ ناز کرنے والا آہی رہیگا اگردن  
 کچھ موت ہی کرگی اب تو علاجِ فرقت  
 خود جذب ہو کے اُمیں تو دیکھ انکی صورت  
 اے حسنِ عشق پرورد ہاں پھر وہی تجلی  
 کون مکان کی تجھ میں جا سنیگی صدا  
 او مٹنے والے مٹ کر مستی کا راز ہو جا  
 اے دیدہ تمنا عمرِ دراز ہو جا  
 اے درد تو ہی بڑھ کر سب جانے ساز ہو جا  
 نظارہ کرنے والے نظارہ ساز ہو جا  
 محمود آ رہا ہے تو بھی آ باز ہو جا  
 خاموشیوں سے اے دلِ فطرت کا ساز ہو جا  
 جلوؤں کے دیکھنے کو حیرت نظر کہاں سے  
 اے جذبہِ تجسس راہینہ ساز ہو جا

## حُسنِ چارہ ساز

حُسن کی کار سازیاں عشق کی سرفرازیاں  
 عشق کی درد مند ریاں حُسن کی چارہ سازیاں  
 عشق کی جاں نثاریاں حُسن کی جاں نوازیاں  
 رنگِ نمود لائی ہیں دونوں کی لے نیازیاں  
 موت ہے رُوحِ زندگی، زندگی جانِ موت ہے  
 ایک ہی راز کی ہیں یہ دونوں کرشمہ سازیاں  
 آہ وہ بے شبانی دہر کی شرزایاں  
 محو خیال ہو گئیں حُسن کی جلوہ سازیاں  
 چھپ کے ہوئے ہیں وہ عیاں آئینہ جمال میں  
 حیرتِ عشق ہو گئیں حُسن کی جاں نوازیاں

دل کی دُنیا کا عجب طور و قسربینہ نکلا  
 اس میں جو آکے بسا پھر وہ کبھی نہ نکلا  
 تکریمِ حسنِ مجتہد کا سفینہ نکلا  
 اس میں جو ڈوبا وہ انمول خزانہ نکلا  
 کینہ و ریبینہ زمانے میں کبیتہ نکلا  
 اُن کو کھو دانا تو وہ لعنت کا دُنبینہ نکلا  
 ایسے انداز سے ذی الحج کا ہینہ نکلا  
 دل کا ہر ذرہ میرا خاکِ مدینہ نکلا  
 شانِ رحمت کیلئے کوئی گنہگار نہیں  
 گنجِ عصیاں میری بخشش کا خزانہ نکلا  
 آرزو ضعف و نقاہت سے جو تھک کر بیٹھی  
 خونِ دل میرا وہیں بن کے پینہ نکلا  
 حیرتِ جلوہ فلک پر جو رہا چودھویں شب  
 میرے پہلو میں وہی ماہِ شبینہ نکلا

اے برق تجلی جلووں سے یوں دل کو میرے روشن کر دے  
 ہر قطرہ دل کو طور بنا ہر ذرے کو ایمن کر دے  
 یہ کوچہ نہیں یہ در نہ سہی صحرا ہی سہی جنگل ہی سہی  
 تو ہاتھ سے اپنے قتل تو کر پھر چاہے جہاں مدفن کر دے  
 دل صبر و سکوں کا مسکن ہے آسودگیوں کی منزل ہے  
 پرے سے نکل کر پھر اس کو اک برق زدہ خمین کر دے  
 اس در کی پہلے خاک بنا مرٹ جاے تینہر ما و شمشا  
 اے وحشتِ دل ہاں شوق سے پھر آوارہ مجھے بن بن کر دے  
 اے ساتی جلوہ طراز میرے تو وسعتِ جلوہ یوں پھیلا  
 آنکھوں سے نے کی نہر چلا ساحل میرا دامن کر دے  
 سینے کے مرے سب جنموں کی اس تیرے نمکدال کو ہے قسم  
 چٹکی میں کوئی ذرہ نہ رہے سینے کو میرے گلشن کر دے  
 دل جلوہ حسن سے جیراں ہے کیا اسمیں سماے کیا کھٹھرے  
 اے کاش کوئی اُن جلووں سے دل حیرت کا مخزن کر دے

# مطلع انوار

میری نظروں میں کوئی جلوہ تجلی بار ہے  
 سینہ جس کی روشنی سے مطلع انوار ہے  
 دیکھنا وہ پا بہ لعزش کو نسا میں نوار ہے  
 جس کی خاکِ زیر پا بھی موت سے شہر ہے  
 عشقِ مونس عشقِ حامی عشق ہی دلدار ہے  
 عشقِ میری زندگی ہے عشقِ جانِ زار ہے  
 موت کیا ہے زندگی کی ہمدیم و عنخوار ہے  
 زندگی بھی جان سے جس کیلئے تیار ہے  
 زندگی ہے بے لسی اور بے لسی ہے زندگی  
 یعنی آسانی بھی میرے واسطے دشوار ہے  
 چارہ گر کچھ غم نہیں ہے میں ہوں زاوالم  
 پرسکوں ہے جانِ جسمیں شورِ شاہِ زار ہے  
 اب تو ہر عنوانِ حیرت حیرتِ عنوان ہے  
 حیرتِ خاموش گو یا حیرتِ گفتار ہے

## حصہ درد

کسی نے جامِ محبت پیا - پیا نہ پیا  
 کسی نے درد کا حصہ لیا - لیا نہ لیا  
 ہزار شوق سے تم پر مستتریں قرباں  
 ہمارے سوز کا سماں کیا - کیا نہ کیا  
 یہ جامہ زیبی تمہاری تمہیں مبارک ہو  
 ہمارا چاک گریباں پیا - پیا نہ پیا  
 خوش نصیب کہ تم جبکہ چارہ سوز ہوٹے  
 ہمارے درد کا درماں کیا - کیا نہ کیا  
 تو مشقِ ناز سے پامال کرنے جراں ہو  
 اب اسکا کیا ہے کہ حیرت جیا - جیا نہ جیا

# اظہارِ عشق

خالی جائے اُس نظر کا وار کیوں  
 عشق ہو تو عشق کا اظہار کیوں  
 جوڑے سے ان کا ازل کے روز سے  
 ذرے ذرے میں وہی ہے جلوہ گر  
 عشق تو انوارِ محسوسات ہے  
 آنکھوں آنکھوں ہی میں نازلِ راز و نیاز  
 دیکھنے والے رہیں ہیشیار کیوں  
 رائیگاں ہو یہ دُور شہوار کیوں  
 گل کو تنہا چھوڑے اب خار کیوں  
 مضطرب ہو طالبِ بیدار کیوں  
 عشق میں ہو زندگی بیکار کیوں  
 لب پہ آئے گفتگوئے یار کیوں

کیوں کھلیں اسرارِ حیرت و سر میں  
 منکشف ہوں معنی اسرار کیوں

# زینتِ عشق

زینتِ عشق ہے جذبات کا پنہاں ہونا  
 تنگیِ ظن ہے اشکوں کا نمبیاں ہونا  
 بس اسی خاک کو ہے گورِ غریباں ہونا  
 واسطے جس کے ہے خاکِ درجائاں ہونا  
 قید میں آوارہ صحرا ہے تو ہونے دو اسے  
 یاں تو گھر ہی کو مہیتر ہے بیاباں ہونا  
 زہبِ دیدہ ہو اگر جلوہ پر نور کوئی  
 دیکھتے کیا ہو پھر اس آنکھ کا حیراں ہونا  
 چھاگٹی اس رُخِ انور کی ضیا سے حیرت  
 ورنہ حیرت کو مہیتر نہیں حیراں ہونا



## اچھا ہے

زندگی اچھی ہے جب اپنا خیال اچھا ہے  
 ایسے بیمار کا بستر پہ بھی حال اچھا ہے  
 عشق میں لاکھ مہیبت ہو مال اچھا ہے  
 ہجر اچھا ہے مجھے شوقِ وصال اچھا ہے  
 فکرِ فردا نہ غمِ حال نہ ماضی کا خیال  
 سارے عالم سے نترّا محوِ جمال اچھا ہے  
 اک نظر تیری ہو ہو جائے تو سبحان اللہ  
 ورنہ جس حال میں تو رکھے وہ حال اچھا ہے  
 فرطِ حیرت سے چمک اٹھا میں آئینہ صفت  
 اُس نے جب پوچھا کہ حیرت تیرا حال اچھا ہے

## بندہ کیسے ہو

سامنے بیٹھے ہوں وہ اور مدعا پر دے میں ہو  
 حاصلِ الفت یہی ہے اور کیا پر دے میں ہو  
 حسرتِ دیدار اس طرف جلوہ نما پر دے میں ہو  
 نیز جلوہ اس طرف لیکن ذرا پر دے میں ہو  
 عاشقوں کی موت بھی ہے یادگارِ حسن و عشق  
 دیکھنے میں ہو فنا لیکن بفا پر دے میں ہو  
 بندہ پرور ہے یہی راز و نیازِ عاشقی  
 ہو جفا لیکن ذرا مشقِ جفا پر دے میں ہو  
 واہ رے ذوقِ طلبِ یونہی تو کھلتا چاہیے  
 انکشافِ الفتِ حیرتِ نما پر دے میں ہو

## اعلیٰ اولیٰ

بات تو جب ہے رہے وقتِ دل آرا ہو کر  
 اور نامحرم ارمان و تمننا ہو کر  
 وہ نہیں اعلیٰ جو اعلیٰ بنے اولیٰ ہو کر  
 وہی اعلیٰ ہے جو اولیٰ رہے اعلیٰ ہو کر  
 ابرِ رحمت! میری جانب بھی ذرا سا ہو کر  
 کر دے زندہ دل مُردہ کو مسیحا ہو کر  
 جائے حیرت ہے رہے دہریوں رسوا ہو کر  
 ایک عالم میں جو مشہور ہو تیرا ہو کر  
 کون کہتا ہے کہ رسوائی و ناکامی ہے  
 کوئی دیکھے تو سہی حسنِ پشیدا ہو کر

کمال آزادی و حشت ہے مہیتر مجھ کو  
 نظر آنے لگا اب گھر بھی تو صحرا ہو کر  
 اک بخت کی نظر سے تری اے پیر مغال  
 غیر بھی اب تو نظر آتا ہے اپنا ہو کر  
 تو ہے وہ چاند کہ جس چاند سے اے صل علی  
 طالب نور ہے نور شید بھی ذرا ہو کر  
 آنکھ وہ آنکھ ہے جس آنکھ میں تو ہے پنہاں  
 دل وہ دل ہے جو ہمیشہ رہے تیرا ہو کر  
 کاش ہو جائے مقدر میرا اتنا یاد ر  
 سر نہ اٹھے ترے سجدہ سے جسیں سا ہو کر  
 نہیں آبادی میں کیوں جائے ضرورت کیا ہے  
 اس کو صحرا ہی نظر آتا ہے لیلے ہو کر  
 لے نبازی بھی تو جبرت میں ہے ماشاء اللہ  
 وہ جو دریا کو لٹے بیٹھا ہے سے قطرہ ہو کر

~~~~~

# دل کی آگ

ہے کوئی جو برقِ جمال سے میرے دل میں آگ لگا سکے  
 جو بس ایک جہلوۂ ناز سے میرے عقل و ہوش اڑا سکے  
 مجھے امتیاز تو کچھ نہیں مگر اس صدا پہ نشان ہوں  
 کہ ازل کے دن جو سنی بھئی دھن مجھے پھر وہ نغمہ سنا سکے  
 مجھے کوئی کس طرح سن سکے مجھے کوئی سن کے کر لیا کیا  
 کہ وہ اک شکستہ صدا ہوں ہیں جو نہ دن سے لبت بھی آسکے  
 میں نشان اپنا بتاؤں کیا ہیں وہی تو کشتہ یاس ہوں  
 کہ جو اپنی ہستی مٹا کے بھی نہ تیرا نشان کہیں پاسکے  
 بڑھے کیوں نہ ہمتِ ضعیفِ غم جو وہ شاہِ حسن ہی یوں کہے  
 کہ بس ایک حیرتِ زار ہے بہر بارِ غم جو اٹھا سکے

## حیاتِ شباب

مجھے نگاہوں میں جذب کر لے مجھے حیاتِ شباب کر دے  
 مرے جگر کو شراب کر دے سرا کلیجہ کباب کر دے  
 کسی نظر میں ہو دین پہناں کسی نظر میں ہو رنگِ دنیا  
 مجھے تو مطلوب وہ نظر ہے جو دین و دنیا خراب کر دے  
 جو تیرے بندے تو ان کی اُمت جو تو ہے مالک تو وہ بھی آقا  
 اپنی کے صدقے میں عاصیوں پر نورِ حیرت بے حساب کر دے  
 نہیں ترے میگردے میں کوئی جو مجھ سا ناکام آرزو ہے  
 طفیل اپنی نظر کا ساتی مجھے بھی اب کامیاب کر دے  
 وہی ہو جلوہ وہی ہو حیرت نہ ہوش باقی نہ بچو دی ہو  
 جو میں تجیر کا خواب دیکھوں تو مجھ کو حیران خواب کر دے

# قندِ پارسی

زہے اضطرابِ دلِ بقیارے      مہرِ شامِ برگسیو و رخِ نثارے  
 مراد او خالقِ چہ خوش روزِ نگارے      دو عالم بہ حسن و جمالش نثارے  
 چہ فیاضِ سانی میکش نوازے      بہ بخشیدنِ جامِ خود بقیارے  
 بیا کز برائے تو بریا تلاطم      دلِ خونِ شدہ دیدہ شد اثبکمارے  
 بامید نگے فنا دمِ براہرت      بچشمِ تکلفِ بے بین خاکسارے

من مَرُوہِ دلِ را بدہ آبِ حویال  
 بہ حیرتِ نگرِ شاہِ آئینہِ داکے

شہیدِ شہیدین

# پوربئی بھاشا

## ویوگ

کٹیسی ریلی بخروالے موہن پیا توہرے کارن جو گنیا بنوں گی  
 میں مکھڑے تمہارے کی جو تا سے بالہم ان اندھیاری انوں کو روشن کرونگی  
 میری زندگی اب تمہارے ہی درشن میرے دل کی دنیا تمہیں ہے روشن  
 بیوں گی سو توہری مرونگی سو توجھ پر یوں ہی اپنا جیون گجارن کرونگی  
 سبھن سکھ سے تم جو بلدیو اسد ہارو تو سندھیو اسن لو اتنا ہمارو  
 تیری یاد من میں بساے رکھونگی تیرا نام لیتے ہی لیتے مروں گی  
 سبھن توہرے دکھ پر میں وارونگی تن من سوامی نہارو ہی دھن ایہ جو بن  
 لہنی اپنا جیون جو ہو جائے پورن تو ہر ایک دکھ سے ہیں جگ میں لڑونگی  
 جو سنے ہیں آکر دکھا جاؤ صورت تو حیرت پہ چھا جائے حیرت ہی حیرت  
 جو آجائے مرے کی اپتے ہورت تو پھر اپسا مرنایس نیت نیت مرونگی



# پریت کی جیت

پریت کی جگ میں جیت لے بالم  
 پریت ہی سب کو میریت  
 پریت ہی انگ میں جیون جیتی    انگ سا گریتیا انودھ موتی  
 دُوب جا اس میں رول لے سب کو    ڈوبے بناں نہیں مول تہارو  
 پریت کی ایسی ریت رے بالم  
 پریت ہی سب کو میریت  
 پریم پیارا پریم سہارا    پریم بناں نہیں جگ میں گزارا  
 جگ دوکان پریم ہے سودا    جس میں ناہیں مہنگا سنا  
 جس نے اپنے آپ کو بچیا  
 اُس کی جگ ماں جیت رے بالم  
 پریت ہی سب کو میریت

پریم ہو ایس بھینی بھینی  
 پریم کی بتیاں بیٹھی بیٹھی  
 دکھیا ہیں اب کچھ نہ کہوں گی ایک نجر بس دیکھ مروں گی  
 جینا جائے نہ بیت رے بالم  
 پریت ہی سب کو میریت  
 جگ ہیں سب کو کام ہے اپنا مجھ کو تیرا نام ہے جینا  
 سوپن ہی میں اب روپ دکھا دو  
 پاپ کلیسوا آ کے مٹا دو  
 برہن گاؤں نہ گیت رے بالم پریت ہی سب کو میریت  
 جیرت نینن رکت بہا یو  
 گم ستم پریم کا روگ لگا یو  
 اب بہ روگ ہے جیون اس کا تم ہو اس کے وہ ہے تمہارا  
 پریت کا انت پریت رے بالم  
 پریت کی جگ میں جیرت  
 جینا بیٹھی

پریم کی نیسا کھیون ہار اب تو لے چل پر لے پار  
 پاپ کا ساگر ٹھاٹھیں مارے  
 ٹوٹی نیا پھنسی منجھد ہارے  
 تم سے گسٹیاں آس لگی ہے جہیت نہ ہو جائے ہار  
 اب تو لے چل پر لے پار  
 ساجن تمہرے پریم پناں مورا جیون رہت دکھی  
 نوری موہنی مورتا جب سے چھپی میں تو جہیت جہیت مری  
 ساجن تمہارا روپ انوکھا نینن بیچ سماپو  
 نینن کے دروازے ماسے ہرے آن بساپو  
 ہرے ماسے روم روم میں اپنا رنگا جمایو  
 پریم پیالو مدھ بھرد جائے لاگت مکھ اک بار  
 سدھ بدھ سگری بسرو جہیت پنچت اپرم پار  
 پریم کی نیسا کھیون ہار  
 اب تو لے چل پر لے پار

اُن کی خبر یا آنے کی پائی چُن چُن کلیاں سچ سجائی  
 آس درس کی ہرے بسائی چُن چُن کلیاں سچ سجائی  
 سا بچھ سویرے بغیا کو دھائی چُن چُن کلیاں سچ سجائی  
 پھول چنبلی بیلاش لائی چُن چُن کلیاں سچ سجائی  
 سوہنی صورت موہنی صورت بانکی چتون نین کیلے  
 جس نے دیکھی ہرے بسائی چُن چُن کلیاں سچ سجائی  
 پریم پیالے راج دلارے نینوں کے تالے جب سے پہلے  
 پریم کی بنسی جگ میں بجائی چُن چُن کلیاں سچ سجائی  
 شام مرادی کرشن بہاری نین من دھن سب تلپہ واری  
 دل کی منٹھرا آن بسائی چُن چُن کلیاں سچ سجائی  
 گوگل باشی مری بجا باپا کلینوا آ کے مٹا جا  
 بھارت توری دینا دوہائی چُن چُن کلیاں سچ سجائی  
 نیرب والے احمد پیالے دو جگ کے تم تارن ہالے  
 امتا کی بنا بنور بیچ آئی چُن چُن کلیاں سچ سجائی  
 آورے بالم نین میں رکھ لوں نین سے ہرے بیچ اتاروں  
 تجھ بن موہے بند نہ آئی چُن چُن کلیاں سچ سجائی  
 دیکھو ری سکھو بھاگ یہ موے کیسے پیالے کی ناری بنی ہو  
 جن کی حیرت من پر چھائی چُن چُن کلیاں سچ سجائی

# عکس حیرت

حضرت فقیر حیرت و ارثی رح

حق

نذر

رہروان جاوہ فنا  
فدا یان منزل بقا  
سالکان با صدق و صفا

فقیرائے با تمکین وارثی

کے نام نامی

سے مشرف ہوتا ہوا اشد عاے قبولیت  
کی بھیک کا مستمنی

حیرت زدہ ازلی  
فقیر حیرت شاہ وارثی

# حقیقت عرضِ حال

محبان والا قدر

اپنی بے ربط زندگی  
زمین و آسمان کی بے پناہ وسعتوں میں سرگردان  
قدرت کی ظاہری اور باطنی آئینہ دار یوں کی چلتی پھرتی  
ایک صورت جیران - خود بھی جیران  
اور زمانے بھر کی حیرانیوں کا سامان  
اور آپ صاحبان کا فرمان  
بھلا کہاں جبریت جیران — کہاں طباعت و اشاعت کی  
پابندی گران — مگر لیجئے — لیجئے

ہ مار کے زندہ کیا تو نے مری جاں مجھ کو  
آٹھنے دے گا نہ کبھی یہ نزا احساں مجھ کو

کیونکہ بقول حافظؒ  
ہ مادر پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم  
اے بے خبر لذتِ شربِ ندام ما

یاس مالک گوئیں اور فائق برحق کی حقیقی رحمت کاملہ کا حیرت  
نشاں کر ستم ہے۔ کہ کسی نہ کسی اور کسی نہ کسی روپ میں وہ ذات  
جیٹ کل منصفہ شہید میں جلوہ افروز ہو کر کائنات کی تسکین کا  
موجب ہوتی رہی۔

مثلاً اگر بعثت سرورِ انبیاء سرکارِ آقائے دو عالم صلعم سے  
 قبل انبیاء علیہم السلام نے مختلف ممالک میں مختلف شانوں کیساتھ  
 نزولِ اجلال فرمایا ہو کر شانِ غلیل و کلیم و کھائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام  
 کی بنسری سے صوتِ سرمدی کی لہر جگائی تو دوسرے بعد کے دور میں  
 ”حالانکہ اسمِ اقدس بنوت کا انقطاع کلی ہوا“

مگر کارنامہ ہائے بنوت بڑی شان و شوکت سے جاری و ساری  
 رہے۔ بالخصوص حضرت سرکارِ سید الشہداء۔ شیر کر بلا حضرت  
 امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حَبِيبٌ تَبِيْدِي سَعْدِي اِنَامِي  
 شَفِيْعُ اَخْلَقَ فِي يَوْمِ الْقِيَامِي  
 مَرْسُوْلُهُ جَدُّ خَيْرٍ اِلَّا نَامِي  
 ثَلْبِيْرٌ يَا صَبَا بَلَّغْ سَلَامِي

کی ذات گرامی نے تو وہ ازلی کرشمے بکھیرے جو حقیقتاً آپ ہی کا  
 ایروسی حصہ تھا۔ بقول پیشوائی و دستگیری حضرت لسان الطریقت  
 قبلہ بیہم شاہ صاحب وارتی علیہ الرحمۃ سے  
 ان شہیدانِ وفا کی داستاں سمجھے گا کون  
 قطرہ قطرہ جن کے خوں کا تلزم صد راز تھا  
 اور ما بعد حضرات غوث الثقلین میراں محی الدین رحمۃ اللہ علیہ و  
 سرکارِ والی ہند۔ عطاءے رسول صلعم۔ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ  
 اور سرکارانِ مابعد در طول و عرض ملک ہند وستان عراق و عجم  
 نے گوس رگمن الملکی بجایا۔ بقول حضور قبلہ و کعبہ سے  
 ہر اک زرے میں ہے انی انا للہ کی صدا ساقی  
 عجب میکش تھے جنکی خاک میں بھی جوشِ مستی ہے۔  
 (مصحف بیہم)



تو اس پر خود غلط - کجرو اور مسموم صدی میں حضور

خیر الوارثین - امام الاولیاء - برہان الاتقیاء قبلہ

زبان و اہل زبان حضرت سیدنا وارث عالم پناہ  
باب اللہ شراہ کی ذات اقدس نے انجمنستان ہستی کو منور فرمایا

اور کائنات کا ذرہ ذرہ پکار اٹھا

بہر رنگیکہ خواہی جامہ سے پوش

من اندازہ قدرت رائے شناسم

حضور خانہ رسالت کے چشم و چراغ و روح روان و جانین

بلا فصل سرکار مولائے کائنات حضرت بشیر خدا علی کریم اللہ وجہ تھے

جبھی تو اس انوکھی شان سے جلوہ فرمائے دہرائی ہو کر یہ نقوشیں

لاٹانی چھوڑے کہ ہر مذہب و ملت - مشرقی و مغربی کرہائے زمین کے

بے شمار و بے انتہا افراد نے آپ کی عظمت و ولایت کا دنگہ بجایا۔

آپ کی زندگی کے ایک سادے سے پہلو - منزل تسلیم و رضای

کو لیا جائے۔ ہاں میں اتنے اہم مسئلہ کو سادہ ہی کہوں گا۔ کیونکہ حضور

نے خود بزبان فیض ترجمان ارشاد فرمایا ہے کہ

تسلیم و رضا کا مرتبہ بی بی فاطمہ نے اپنے بابا جان سے پایا

اور حسین علیہم السلام کی وساطت سے جس قدر جسکا حصہ

ہے وہ اس کو ملتا ہے

(حیات وارث)

مکر فرمایا۔

ہمارا مشرب عشق ہے جس میں انتظام حرام - اور

رضائے شاہد حقیقی کے آگے تسلیم خم کرنا فرض عین سے

یعنی اس کی اہلیت کو اس طرح واضح فرمایا۔ کہ یہ زندگی کا کوئی مخصوص

مرحلہ ہی نہ تھا۔ اور اس کے لوازمات کو ہر پہلو سے اس طرح سے قائم رکھا کہ جسکی

ذکر نہ فکر بمصدق -



مجھے ذرہ ذرہ میں جن کی تجلیاں رقصاں آنے لگیں۔ درختوں  
 کا پتہ پتہ اور ٹہنی ٹہنی چنگا و رباب بن گئی۔ اور کسی کی نعمہ نوازیوں  
 نے مجھے سزنا بہ قدم متعجب کر کے رکھ دیا۔ چنانچہ اب میں اپنے وجود ظاہری  
 کو اپنا ایک دوسرا وجود متصور نہیں کر رہا۔ الحمد للہ کہ دونی  
 کے پردے آہستہ آہستہ اٹھ گئے۔ نفس مطمئنہ نے مجھ پر اب وہ راز ہائے  
 درون پردہ کھول دئے ہیں۔ جس کے تجسس میں میں نے صحرائے عشق  
 کی بادیہ پیمانی میں عمر کا ایک حلقہ صرف کر دیا ہے۔

حضور آقائی و مولائی کا ارشاد گرامی ہے کہ :-

”اگر شوق کامل اور طلب صادق ہو۔ تو ہر

ذرے میں حبیب کی زید نصیب ہو سکتی ہے“

یہی فرمان میرے لئے مشعلِ راہِ حقیقت ہو گیا۔ اور اسی میں

مری منزل زندگی طے ہو رہی ہے۔

بیز فرمان دگر نے کہ :-

”مرے یہاں محبت ہی محبت ہے“

مری زندگی میں ایک ایسا خوشگوار انقلاب برپا کیا ہے کہ

میں غیر معلوم طور پر اپنے آپ کو ہمیشہ محبت کی پُر خلوص فضا میں  
 گم پاتا ہوں۔

دل جزرہ عشق تو پیوید ہرگز

جز محبت و درد تو بخوید ہرگز

صحرائے دلم عشق تو شورستاں کرد

تاہر کے دراں نزوید ہرگز

رابو سعید ابو الخیرؒ

ہاں یہ تمام کچھ انہی کی جادو بھری آنکھوں کا اعجاز ہے۔ انہی

کی واہمانہ کرشمہ سازی محبت کا کرشمہ ہے۔ اور انہی کی بے سپاہ

حقیقتوں کا فیضان ہے۔ کہ میرا کلام تمام تر میرے ذاتی جذبات

و حقیقی واردات کا مرقع ہے۔ ورنہ

دماغ بے حس خیال باطل۔ زبان میری نہ نطق میرا  
کسی کی حیرت کے ہیں کر مٹے جو ہے موثر کلام میرا

اور کیوں نہ ہو

اب تو ہر فنوان حیرت۔ حیرت عنوان ہے  
حیرت خاموش۔ گویا حیرت گفتار ہے  
رغش حیرت

مجت جب اپنی آخری منازل کی طرف رجوع پذیر ہوتی ہے۔ تو  
جنوں یا جذب کا درجہ اخیٹار کر لیتی ہے۔ اس وقت فراق و وصل  
کا امتیاز اٹھ جاتا ہے۔ چشمکوں سے واسطہ تک نہیں رہتا۔ لب لبام  
کسی کو جلوہ افروز دیکھنے کا خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس وقت  
معشوق کا وجود عاشق کے وجود میں ضم ہو جاتا ہے۔ اور معشوق  
کی روح عاشق کے جسم میں جا کر آتی ہے۔ حالانکہ  
سے عروسِ فطرت ہے چپکے بیٹھی ہزار پردوں میں منہ چھپا کر  
ہر ایک سینہ میں آرزوئے وصال کی اک غلش بسا کر  
(صائب عاصمی)

مگر عشاق کی اور صورت عشاق کی نگاہ پر وہ درانِ مجاہدات  
کے پردوں کو اٹھا کے چھوڑتی ہے۔

چنانچہ میرے اشعار میں بھی انہیں عشاق کو تجلیاں نظر  
آئیں گی۔ جن کے سینے شب کو بیدار آنکھیں دن کو آماجگاہ انوار  
رہیں

منزلِ عشقت مکانے دیگر است  
مرد این رہا نشانے دیگر است

اور آخر میں اپنے بزرگِ طریقت و نعم حقیقت حضرت  
قبیلہ سپہ افقر موہانی وارتی۔ جن کے بیہمانِ خصوصی نے  
فیقر کو حوصلہ دلایا۔ کہ اس رلب و یابس کو طبع کرا سکوں۔

محب مخلص بناب عبدالحمید صاحب سالک و عزیزان  
والا قدر سید نذیر ترمذی الوارثی و صاحب عاصمی صاحب

اولے

جناب عبدالرحمن صاحب شوق مدبر "عارف" کی

معاونتوں کے لئے فخر دعا گو ہے۔

آپ بھی

از راہ کرم نعرشوں و خامیوں کو عفو فرمائیں  
والسلام

پیرانہ

فقیر حیرت شاہ وارثی



گنبدِ خضر کے نیچے

سلاخِ ضوی

(مدینہٴ عالیہ میں لکھا گیا۔ اور حریمِ نبوی

صلعم میں روزانہ پڑھا گیا)

۱۹۴۰ء

اے سرورِ دو عالم شاہِ اسلام لیجے

اے سرورِ دو عالم ثنا ہا سلام لیجے

اے ہادیِ معظّم آقا سلام لیجے

اے رحمتِ محبّم مولا سلام لیجے

ہاں اے کریم و اکرم و آقا سلام لیجے

حاضر ہیں در پر بندے ایکا سلام لیجے

ناکارہ خادموں کا آقا سلام لیجے

دل سے زباں سے جاں سے صد ہا سلام لیجے

ہم کیا کہیں کہ ثنا ہا کیسا سلام لیجے

ہم بے لبوں کے آقا جیسا سلام لیجے

دکھے ہوئے دلوں کا دکھیا سلام لیجے



کیوں کر کہیں ہم آقا ہم آپکی ہیں امت  
 دل آپ پر ہو قریاں ایسی کہاں سے قیمت  
 بھولے ہوئے ہیں راہیں بگڑی ہوئی ہے  
 لیکن اب آپ سے ہیں امیدِ رحمت  
 ان اپنے عاصیوں کا مولا سلام لہجے

مخروبیوں کی آقا اب اتنا نہیں ہے  
 کس کو سنائیں بپتا کچھ سوجھتا نہیں ہے  
 اتنی مصیبتوں کا اب جو صلہ نہیں ہے  
 جز آپ کے ہمارا کچھ آسرا نہیں ہے  
 مشکل کشائی کیجے ایسا سلام لہجے

حد سے گزر رہی ہے آقا ہماری بستی  
 احساس مٹا ہے اور نہ مستی  
 اب موت زندگی ہے غفلت ہے اپنی ہستی  
 ویران ہو رہی ہے آبادی کی بستی  
 اپنے مٹے ہوؤں کا مولا سلام لیجے

لٹا کی سرزمین کی تقدیر کا تصدق  
 بو بکر کی عمر کی توفیر کا تصدق  
 عثمان کی علی کی تنویر کا تصدق  
 ہاں اہل بیت کی پھر تطہیر کا تصدق  
 امت کی لاج رکھیے مولا سلام لیجے

حسینؑ کا تصدق غوثؑ الورا کا صدقہ

خواجہ معین دینؑ کے دستِ رسا کا صدقہ

حضرت نظام دینؑ کی شانِ سخا کا صدقہ

صابر علیہ الرحمۃؑ نورِ ہدیٰ کا صدقہ

دارثا کا صدقہ دیکھے مولا سلام لیجے

دلِ طالبِ کرمؑ ہے غربت میں یا محمدؐ

حیران ہو رہا ہے فرقت میں یا محمدؐ

کیا دیر ہے نگاہِ رحمت میں یا محمدؐ

حیرت رہی گا کب تک حیرت میں یا محمدؐ

حیرت زدہ کا اپنے مولا سلام لیجے





السلام اے نورِ حق اے رحمتہ للعالمین  
 اے پناہ بے پناہاں وے شفیع المذنبین  
 السلام اے نورِ عالم نورِ رب العالمین  
 آپ کی ذاتِ مقدس روئے قدرت کی حسین  
 السلام اے آفتابِ گنبدِ حضرتِ انشین  
 آپ کے قدموں سے ہے افلاک سے بالا زمین  
 اللہ اللہ اے فروغِ تیرب وارضِ حجاز  
 ہو گیا فرشِ زمیں ہم صورتِ عرشِ بریں  
 یہ زمانے کی بلند و لپٹ سے بالا رہے  
 ہر طرح محفوظ ہیں کونین ہیں اسکے بکین  
 ہم گدا بایں ازل بھی آئے ہیں در پر حضور  
 بہتلائے رنج و غم ہیں عاجز و اندوگیں  
 بکیسی بھی اب تو ہم پر خونِ رونی ہے حضور  
 مر مٹوں کو آپ کے جاٹے اماں ملتی نہیں

ہم وہی ہیں جنکو قرآن نے کہہ سا خیر الامم  
 لیکن اب ہم میں ہجرت کی کوئی خوبو نہیں  
 آپ کے صدقے میں پھلتے پھولتے ہیں غیر بھی  
 اب مگر اپنوں کی کچھ شنوائی کیوں ہوتی نہیں  
 ہم بھلے ہیں یا بڑے جیسے بھی ہیں آپ کے  
 اپنے در سے اب ہمیں خالی نہ بھجوائیں کہیں  
 بھولے بھٹکوں پر نظر ہو پھر وہی حیرت نواز  
 چھوٹ جائیں دہر کی حیرانیوں سے یہ حزیں  
 پھر یہ دنیا کیلئے آئینہ حیرت بنیں  
 پھر تخیرت بنکے چھاٹے دہر پر دین میتیں



## مدح

## حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ

فدائے حسن محمد بلال کیا کہنا  
 میں صدقے آپ کے اے باکمال کیا کہنا  
 ہیں بے مثال جہاں میں جو سرورِ عالم  
 تمہارا عشق بھی ہے بے مثال کیا کہنا  
 ملاحظوں نے تری کر دیا جہاں روشن  
 ازل سے لایا وہ حسن و جمال کیا کہنا  
 تری غلامی پہ آزادیاں ہزار نشا  
 مہینوں میں رہا مستِ حال کیا کہنا  
 تمام عمر جو حیراں تری اذال سے رہا  
 وہی تھا جیتِ مستِ خیال کیا کہنا

غوث الاعظم قطب عالم جان جان اولیا  
 نور قلب اولیا روح روان اولیا  
 آپ کا اسم مبارک حرز جان اولیا  
 آپ کا ہر نقش پا ہے اک نشان اولیا  
 آپ کے انوار سے بغداد ہی جنت نہیں  
 سارا عالم ہو رہا ہے بوستان اولیا  
 لائخف ارشاد نے ایسے اٹھائے ہیں حجاب  
 ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے داستان اولیاء  
 اے دو عالم کے اُجلے اس طرف بھی اک نظر  
 پڑھنا ہے آپ سے ہر آستان اولیا  
 میری مشکل بھی ہو آساں اے علیؑ کے لاڈلے  
 سب مرادیں پا رہے ہیں عاشقان اولیا  
 روئے انور کی جھلکانے جس کو حیراں کر دیا  
 آپ کا جیتا ہے گردِ کاروان اولیا



## مدح

## حضرت سکر صابر پاک علیہ الرحمۃ

دکھا دے یا الہی روئے پُر انوار صابر کا  
 کہ دیدارِ علیؑ ہے اصل میں دیدارِ صابر کا  
 جو آیا جھولیاں بھر کر گیا نادار صابر کا  
 عجب دربارِ گوہر بار ہے دربارِ صابر کا  
 لگا ہے جس کے اک تیر جگر افکار صابر کا  
 وہی دینگے تو پائے گا شفا بیمار صابر کا  
 میں قطب الدین کے مے خاکی تلچٹ ہی پی لوں گا  
 فرید الدین کا صدقہ رہوں سرشار صابر کا  
 ہزاروں جنتیں ہیں خاکِ کلیں پر فدائوں

کہ راہِ خلد ہے مجھ کو رہِ پر خار صابر کا  
 وہ جنت کی شرابوں کی طلب رکھتا نہیں ہرگز  
 جو پی کر ایک جرعمہ ہو چکا سرشار صابر کا  
 معین الدین کا صدقہ مجھے کچھ بھیک مل جائے  
 کہ میں بھی ایک ہوں اونٹے سگِ ربار صابر کا  
 مجھے دونوں جہاں کی اُلجھنیں اُلجھا نہیں سکتیں  
 میرے دل میں بسا ہے گیسوئے خمدار صابر کا  
 یہی طوقِ غلامی حشر میں مجھ کو بچالے گا  
 مجھے کیا ڈر ہے میں ہوں غاشیہ بردار صابر کا  
 اُسے تاریکیِ مرقد کا ڈر اور خوفِ محشر کیا  
 کہ جیت شر ہے ازل سے آئینہ بردار صابر کا



نورِ خالق کا درخشاں ہے ستارا انسان  
 رازِ قدرت کا ازل سے ہے سہارا انسان  
 سوزِ فطرت کو نہاں کر لے محبت ہو کر  
 جلوہ حق بھی پکارے مہرِ پیارا انسان



اپنی صورت پہ تجھے حق نے کیا تھا پیدا  
 تو وہ ہے جسکو ملائک نے کیا تھا سجدا  
 اپنی لپٹی کی ضلالت کا تو احساس تو کر  
 حق کا بندہ نہ ہوا ہو گیا زر کا بندہ

تفسیر قدرتِ کل و در شرفِ تبارِ عورت  
بزرگیِ کلانِ خطا پرودہ کماں ہے عورت

کہ فکرِ کل کی پروردگاریاں آں آویز  
بجز عیبی کہ جو قدرتِ کل سے پورا



حق

# دلِ خراب

کس نے دئے منور جو بے تقاب کیا      تو افتابِ قیامت کو لاجواب کیا  
 تیری نگاہ نے دل کا جو انتخاب کیا      کریم کیا کہ مجھے خانماں خراب کیا  
 ہزار شکر کہ سجدے کئے وہیں دل نے      کہیں جو اُس نے ہیں موردِ عتاب کیا  
 جو کوئی غیر بھی ہوتا تو میں سنبھل جاتا      یہاں تو اپنے ہی دل کے مجھے خراب کیا

جبھی بنا ہے وہ آئینہ تیری حیرت کا

خراب حال کو تو نے جو کامیاب کیا

مری اب زندگی کو ٹھوکریں کھانا نہیں آتا  
 وہ مجبور تمنا ہوں کہ مر جانا نہیں آتا  
 تمہاری بزم میں آکر مجھے جانا نہیں آتا  
 جو اس دہوش کھو کر دل کو سمجھانا نہیں آتا  
 یہ دنیا اپنی دنیا ہے ہمیں تو اس مالک ہیں  
 کسی بیگانے گھر میں کوئی بیگانا نہیں آتا  
 ترے مستوں کو ساقی شورِ محشر کیا اٹھائیگا  
 یہ وہ ہیں جن کو پنی کر ہوش میں آنا نہیں آتا  
 ہزاروں بار مل جاتی ہیں چیزیں سینکڑوں کھو کر  
 میں وہ کھویا ہوں مجھ کو آپ میں آنا نہیں آتا  
 ازل سے ہوں ابد تک ہوں فنا کیسی بقا کیسی  
 مجھے آنا نہیں آتا۔ مجھے جانا نہیں آتا  
 تری جیرانیوں میں قصہ کو نہ ختم ہو جاؤں  
 مری حیرت کو کوئی اور افسانا نہیں آتا

ذرا میرے دل کا مجھے راز دینا

اسی ساز میں اپنی آواز دینا

مجھے زندگی کا مسری راز دینا

وہی پہلی نظروں کا اعجاز دینا

نئی ایک نغموں کی دنیا بسالوں

مجھے سوز دینا انہیں ساز دینا

کبھی جوازل میں سُنائی تھی پہلے

مجت بھری پھر وہ آواز دینا

جو ہے شاخِ سدرہ مرا آشیانہ

تو پروازِ شاہین و شہباز دینا

غضب ہے پھنسا کر کسی کو ففس میں

پھر اس کو تمنائے پرواز دینا

زمانے کی جبریت کو چمکانے والا

وہی آئینہ آئینہ ساز دینا



کیوں سینہ میں پنہاں نہ ہو آزار تمہارا  
 اچھا ہے اسی سے تو یہ بیماریا تمہارا  
 ہے غم میں ہی سرور یہ غمخوار تمہارا  
 سوتا ہی نہیں قبر میں بیدار تمہارا  
 آیا ہے ازل ہی سے جو ہتھیار تمہارا

دیوانے کو گزرے ہوئے افسانے سے اب کیا  
 بستی سے غرض کیا مجھے دیرانے سے اب کیا  
 کعبہ سے غرض کیا مجھے تبتخانے سے اب کیا  
 میں سب سے الگ ہوں مجھے اٹھ جانے سے اب کیا

کافر میں تمہارا ہوں تو دیندار تمہارا

عاجز ہوئے سب اوید تو حیران اطلباً  
 کہتے ہیں کہ ہوگا نہ کبھی اب تو وہ اچھا  
 جز آپ کے در کے ہے کہاں اُس کا ٹھکانا  
 ہو جائے بس اک چہنم کرم آپ کی شاہا!  
 اب جائے کہاں اٹھ کے یہ بھیا تمہارا

مستی بھری آنکھوں سے ہوا ایسا وہ بیہوش  
 پھرتا ہے دبائے ہوئے مینخانہ در آغوش  
 وہ جیتے جی رہتا ہے زمانے میں کفن پوش  
 بے لاگ ہوا جاتا ہے عالم سے وہ بے دوش  
 ہے حیرتِ حیران جو سرشار تمہارا



# جذبِ حسن

میں اپنی بے بسی کو اُن پہ قرباں کر کے چھوڑونگا  
 یہ اپنے درد کا میں اب تُو دریاں کر کے چھوڑونگا  
 یہی گر جوشِ وحدت ہے، تو اُن دن دیکھیں گی دُنیا  
 میں اپنی خانہ ویرانی کا سماں کر کے چھوڑونگا  
 میں اُنکے حن میں خود جذب ہو جاؤنگا مٹ مٹ کر  
 میں حن و عشق کے جلووں کو نکلیاں کر کے چھوڑونگا  
 اگر یونہی رہی دستِ جنوں کی چیرہ سامانی  
 تو ہر تارِ رگِ جاں کو گریباں کر کے چھوڑونگا  
 انہیں قید ہے کہ حیرت کا تماشا ہم بھی دیکھینگے  
 اگر البتہ ہے میں بھی اُنکو حیراں کر کے چھوڑونگا

# جان بے بسی

بے بسی کی جان ہے لطف گر مہمانا ترا  
 ایک دم میں ہو گیا بیمارِ غم اچھا ترا  
 دل میں ہے جلوہ فگن بوں حسنِ جانانہ ترا  
 ہے یہی روزِ ازل سے جیسے گہوارا ترا  
 تیرے اپنے دل میں پنہاں ہے اگر جذبہ ترا  
 ذرہ ذرہ عالمِ امکاں کا ہے شیدا ترا  
 اے مری جاں تو ہی تو ہے زندگی کی آرزو  
 آرزو کی زندگی ہے جانِ جاں جہلوا ترا

دھجیاں پدگی یہاں آنکھوں پرے کچھ وہاں  
 سچ رہا ہے کس طرح سے دامنِ صحرا ترا  
 سرزمینِ دل میں دونو ایک ہو کر مل گئے  
 درد کا دریا بہرا اور حسن کا دریا ترا  
 کیوں نہ ٹھنڈا ہو کہ اس کو تابِ سرتابی نہیں  
 آنتابِ حشر نوری دیکھ کر چہرا ترا  
 میں تری قدرت کے صدقے اس سماں کے نثار  
 کتنی حیرت ہے کہ دل ہے آئینہِ خانا ترا



# آباد بے سر سامانی

دل خوشی میں بھی بہر رنگ پریشان رہا  
 گھر یہ آبادی میں بھی بے سر سامان رہا  
 اُن کے آنے سے یہ گھر رہتا تھا رشکِ جنت  
 گھر یہ اب گھر نہ رہا اجڑا بیابان رہا  
 اب وہ آتے بھی نہیں دل سے وہ جاتے بھی نہیں  
 گھر میں رونق بھی رہی پھر بھی یہ ویران رہا  
 دم میں دم کیا رہے جب تو مجھے دم دے کے گیا  
 جان کیا جان رہی تو ہی جو انجان رہا  
 حیاتِ دید کا حیران رہا جس کیلئے دل  
 روئے روشن کا اسی کے مجھے ارمان رہا

# گیسو و عارض

آپ کا حسن اور میری نینتا      ذرہ میں ہر اور قطرے میں تریا  
 شادی و ماتم نعمہ و نوحہ      حرکتیں دو ہیں ایک ہے جذبا  
 آپ جڈا ہیں میں ننگ لٹاؤں      آئینہ میں ہوں آپ ہیں جلو  
 گیسو کے پر خم عارض پر خم      ہستی عالم دونوں کا نقشہ  
 آپ کے ہاتھوں مرنا نہ کیوں ہو      آپ کے ہاتھوں مرنا ہے جینا

روئے منور حیرت عالم

اور وہ نگاہیں آئینہ خانا

# میری استان

مضطرب کی جان ہے گویا      خاموشی میں زبان ہے گویا  
 دکھیں مقتل میں کون بڑھتا ہے      میں تو دل و داک جہاں ہے گویا  
 ذرہ ذرہ ہے غیرتِ نور شید      یہ زمیں آسمان ہے گویا  
 کھلنا پھولوں کا اور مرجانا      یہ میری داستان ہے گویا  
 ہاتھ کانوں پہ سنکے دھرتے ہیں      بانگِ عاشق اذان ہے گویا  
 خاموشی میری عرضِ عال ہوئی      بے زبانی زبان ہے گویا

شعرِ حیرتِ فزائے عالم میں

سب کا ان میں بیان ہے گویا



انتخابِ جمال نے مارا      جلوہٴ خال خال نے مارا  
 رحمتِ بے مثال نے مارا      دولتِ لازوال نے مارا  
 مجھ کو اپنے ہی حالِ دل کی قسم      مجھ کو اپنے ہی حال نے مارا  
 میٹھی باتوں سے لے لیا دل کو      ایک شیریں مقال نے مارا  
 بے کمالی مہری کمال ہوئی      مجھ کو ایسے کمال نے مارا  
 لوگ مرتے ہیں پھر کسے      مجھ کو ان کے وصال نے مارا

پھنس کے چیراٹیوں میں خود حیرت

مجھ کو اپنے خیال نے مارا

پھر نیچی لگا ہوں گا اک وار کیا ہوتا  
 پھر جینا مجھے دم بھر دشوار کیا ہوتا  
 ہاں طور نہیں یونہی دیدار دیا ہوتا  
 ہر ذرہٴ بینا کو بیدار کیا ہوتا  
 شعلے ہی بھڑک اٹھتے ہیں سوز سے جل جانا  
 سینہ مرا صد رشک گلزار کیا ہوتا  
 کن سینہ نگاروں کا جگمگاتے در پر  
 دلچسپ تماشا تھا دیدار کیا ہوتا  
 حیران نمنا کو سرشار بنا دیتے  
 حیرت زدہ عاشق کو بیدار کیا ہوتا

# مخمس نعتیہ

ہر سہی جان پر غم فدائے محمدؐ  
 ہر سہی آنکھ جو لقا ئے محمدؐ  
 زمین آسماں ہیں برا ئے محمدؐ  
 جو عرشِ معلّٰیؑ ہے ہمارے محمدؐ  
 ہر سہی دل بھی ہے خاکِ پائے محمدؐ

عجب شانِ قدرتِ عجب ہیں کرشمے  
 کوئی ان کو دیکھے تو کس طرح دیکھے  
 ہوئے جمع یکجا تھے دو نور ایسے  
 نظر آئے ان میں جو اپنے ہی جلوے

تو خالق کو بھائی ادائے محمد

دلِ بے نوا ہے جہانِ محبت  
 ہے محبوب بھی کون؟ فخرِ رسالت  
 الہی بس اتنی رہے مجھ پہ رحمت  
 وہ روئے منور ہو اور میری بہرت

رہوں تا قیامت فدائے محمد



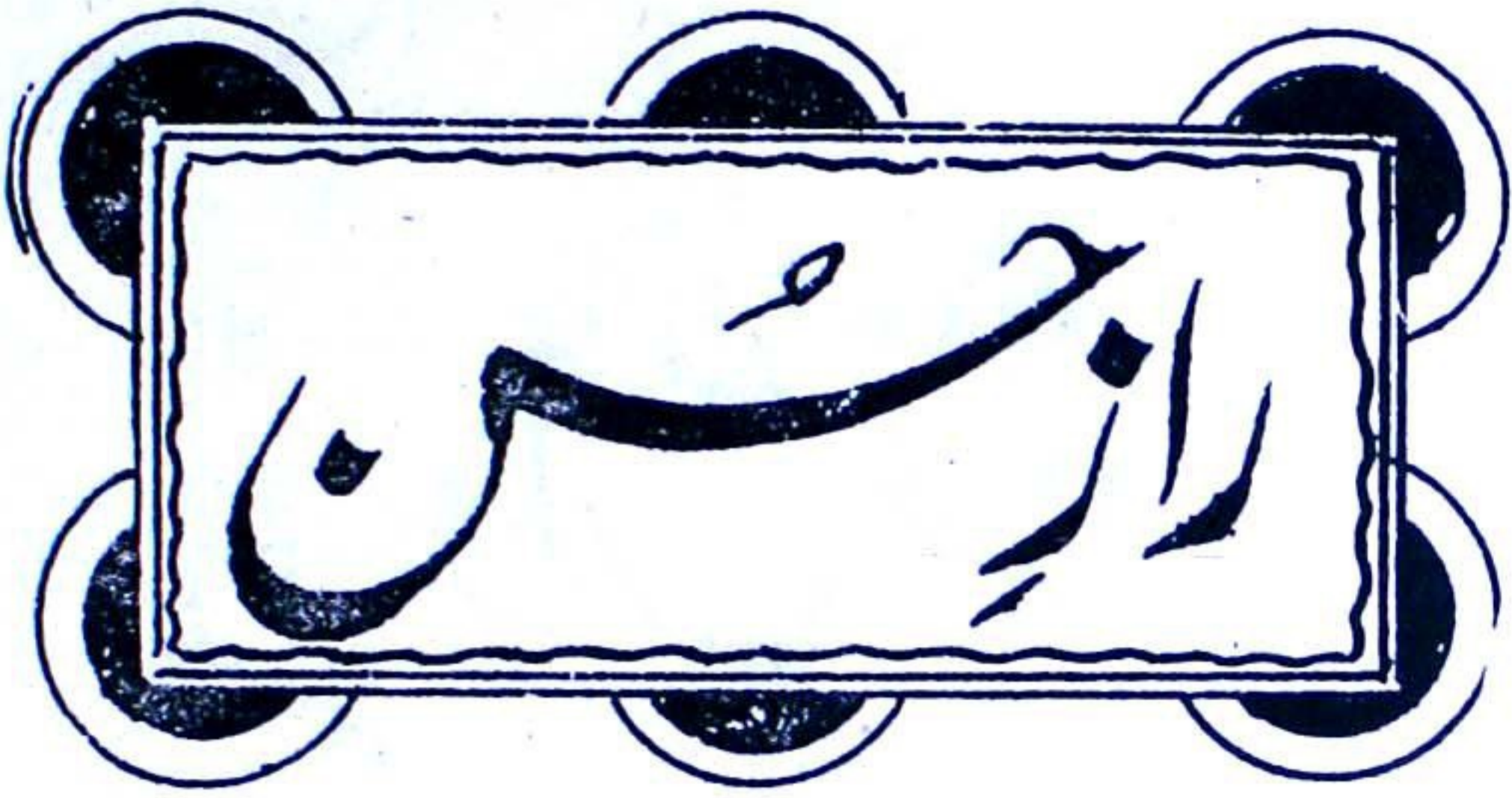
یہ چادر رسولِ خدا کی ہے چادر  
 یہ فضل و کرم کی عطا کی ہے چادر  
 یہ مولا علیؑ کی وِلا کی ہے چادر  
 یہ دو جنگ کے مشکل کشا کی ہے چادر  
 اسے سیدہ فاطمہؑ نے بھی اورھا  
 حقیقت میں نورِ خدا کی ہے چادر  
 حسینؑ ابنِ حیدرؑ کے خون میں رنگی ہے  
 مصیبت کی کرب و بلا کی ہے چادر  
 غلاموں کے دکھ درد سب ڈھانپ لیگی  
 یہ سرکارِ غوثؑ الورا کی ہے چادر

اٹھو چشتیوں اس کو سر پر اٹھاؤ  
 یہ خواجہ معینؒ کی رضا کی ہے چادر  
 سرے سر پہ صابرؒ کا سایہ رہے گا  
 جو سر پر سرے پیشوا کی ہے چادر  
 سرا نظم ہستی نہ بکھرا نہ بکھرے  
 کہ سر پہ نظام الہدٰی کی ہے چادر  
 یہی دامنِ پنجینؒ ہے یہی تو  
 سرے وارثِ دوسرا کی ہے چادر  
 ہناں اس میں جلوے ہیں کونین کے سب  
 سرے بیدمِ خوش ادا کی ہے چادر  
 یہ چادر کی چادر ہے حیرت کی حیرت  
 کہ اس نورِ حیرت نما کی ہے چادر



# داغِ تمنا

دل میں جو رہتے تھے اُمید کی دُنیا ہو کر  
 وہ چلے جاتے ہیں کیوں داغِ تمنا ہو کر  
 میرا گھر گھر نہیں تم بن یہ سبہ خانہ ہے  
 اب سبہ خانے میں آ جاؤ اُجلا ہو کر  
 خود بتا دیجئے یہ دن کس کے سہائے پہ کٹیں  
 آپ جب چھوڑ گئے دل کا سہارا ہو کر  
 کشتی عمر مری غم کے ہے طوفاں میں گھری  
 کھینچ لو اب اسے دریا کا کنارہ ہو کر  
 ہوش اُڑے جاتے ہیں فرقت میں بزرگِ حیرت  
 دل کو آئینہ بنا برقی تجلے ہو کر



تو رازِ حسن کو عالم میں بے نقاب نہ کر  
 اور آبروئے مجرتا کو جوئے آب نہ کر  
 نہ کر تو زندگی یوں وقفِ اضطراب نہ کر  
 تو اپنی موجِ تخیل کو موجِ آب نہ کر  
 خرابِ حال کو اب اور بھی خراب نہ کر  
 مٹے ہوؤں سے تو اے جانِ اجتناب نہ کر  
 ہزار پردوں سے چھن چھن کے یہ تو پھیلے گا  
 تو اپنے حسن کو شرمندہ نقاب نہ کر  
 وہ اٹھی کالی گھٹا سا تیا پلا سب کو  
 اب ایسے ہیں کوئی رندوں کا انتحاب نہ کر



قسم ہے تجھ کو جوانی کے مست جلووں کی  
 کہ چشم شوق کو سرِ چشمہ شراب نہ کر  
 وہ چڑھ کے گرتا ہے گر کے غروب ہوتا ہے  
 تو اپنا سوزِ دروں سوزِ آفتاب نہ کر  
 تو اپنی وضعِ قدامت پہ زندگی کو گزار  
 اب این و آن میں کوئی اور انتخاب نہ کر  
 یہ بے حساب ہیں لیکن ترے گرم کے نثار  
 مرے گناہوں کا مولا مرے حساب نہ کر  
 ازل سے گم ہے وہ حیرت میں تیری جانِ جہاں  
 وہ تجھ پہ صدقے تو حیرت سے اب حجاب نہ کر



نترے جلوؤں کا نظارہ کروں نثری رضا ہو کر  
 بقا کی شکل ہو جاؤنگا پھر تجھ میں فنا ہو کر  
 نترے تیر نظر آئے میرے دل میں بقا ہو کر  
 گزر جائے گی اب تو زندگی عمر قضا ہو کر  
 تمہارے غم میں مرٹنا جیاتِ جادوانی ہے  
 رہوں گا تا ابد زندہ غرض تم پر فدا ہو کر  
 میں تم سے مانگتا ہوں تم کہ محبوبِ الہی ہو  
 کہاں جاؤں کہاں جاؤں میں اس در کا گدا ہو کر  
 اسے بھی حضرتِ گنج شکر کا واسطہ سنئے  
 پھری فریاد آئی ہے صدائے بے صدا ہو کر  
 اسے بھی اپنی محبوبی کے صدقے میں جلا دیجے  
 کہ حیرت میری حیرت ہے تمہارا آئنا ہو کر



# تیرے بغیر

مضطرب زندگی ہے تیرے بغیر      جان پرین رہی ہے تیرے بغیر  
 آگے بچھ پریشاں ہو جاؤں      زندگی مرٹ رہی ہے تیرے بغیر  
 ہلکا ہلکا سا درد رہتا ہے      دل پہ بھاری بنی ہے تیرے بغیر  
 کون حاجت روائے عالم ہے      کسکی بگڑی بنی ہے تیرے بغیر  
 میری مشکل بھی اب توہ آساں ہو      سخت مشکل پڑی ہے تیرے بغیر  
 تو میری جان بچکے جبے، جدا      یہ کوئی زندگی ہے تیرے بغیر

تیرا حیرت ہوں تیرا حیران ہوں  
 موت اب زندگی ہے تیرے بغیر

میں جاؤں آنکھوں کے بل کس لئے نہ سوئے حجاز

وہ سرزمین ہے تخلیق کائنات کا راز

امان پائیگا میرا وہیں پہ ذوقِ سجود

کہ وہ جگہ ہے ملائک کی سجدہ گاہِ نیاز

ہر ایک ذرہ وہاں کا ہے بے نیازِ عروج

مٹے ہیں اُس جگہ عالم کے سب نیشبِ فرار

ہے آپ کے ہی تصرف میں نظم آمد و شد

ہے جنبشِ لبِ اعجاز ہی حیاتِ کاراز

ہزار جان سے اُس رہ پہ میری جان نثار

یہی ہے میری عبادت یہی ہے میری نماز

بتاؤ خستہ ہیں آقا حضور کے یہ غلام

کرم کی اب تو نظر اُن پہ بھی ہو بندہ نواز

اسی لئے تو میں حیرت میں مست رہتا ہوں

وہی ہیں آئینہ میرا وہی ہیں آئینہ ساز



پلٹتا نہیں اُن پر آیا ہو اِ دل      بنے کیونکر اپنا پر آیا ہو اِ دل  
 کبھی لہلہاتا ہے پامال سبزو      اُبھرتا نہیں ہے بٹھایا ہو اِ دل  
 نہیں وہ تو مٹ کر بھی نہ رہے گا      تمہاری نظر کا مٹایا ہو اِ دل  
 بلائیں وہ ہاتھوں کی لیگا ہو سے      حنا میں بسا کر لگایا ہو اِ دل

زمانے پر چھائے نہ کیوں بنکے حیرت  
 تمہاری نظر میں سما یا ہو اِ دل

ہوئے آزاد اب قیدِ مکان و لامکان سے ہم  
 کہیں بھی جا نہیں سکتے کسی کے آستان سے ہم  
 قفس سے چھوٹ کر صیادِ جاہیں تو کہاں جائیں  
 کہ ناواقف چمن میں ہیں نشانِ اشیاں سے ہم  
 تمہارے مر مٹوں کو اب زمانہ کیا اٹھائے گا  
 کہاں جائینگے اٹھ کر اب تمہارے آستان سے ہم  
 خدا کو عقل سے بچا نا تم کو آنکھ سے دیکھا  
 کہیں اس سے زیادہ اور کیا اپنی زباں سے ہم  
 رہو دلشاد دنیا میں۔ رہیں ناشاد عالم میں  
 نصیبِ دوستاں سے تم نصیبِ دشمنان سے ہم  
 یہ دن بھی دیکھنا تقدیر میں لکھا تھا اے ہمدم  
 قفس کو جا رہے ہیں اب نکل کر اشیاں سے ہم  
 نشانِ سجدہ پیہم جبین سے مٹ نہیں سکتا  
 یہ تحفے لائے ہیں حیرت کسی کے آستان سے ہم

# شان و ارث

وارث پہ ہوئے جاتے ہیں بان ہزاروں      اور زندہ ہوئے جاتے ہیں بجان ہزاروں  
 سجد جو وہاں کرتے ہیں انسان ہزاروں      مگر وہاں پاتے ہیں میان ہزاروں  
 اے شمع ازل آپ کے انوار پہ مٹ کر      پڑنے والے چڑھتے ہیں پڑان ہزاروں  
 کھو بیٹھے ہاں عقل و خرد سنکیڑوں      اور پاگئے سنب و ہاں نادان ہزاروں

حیرت ہی اکیلا نہیں کچھ آپکا حیراں  
 حیرت سے وہاں پھرتے ہیں حیران ہزاروں

# شامِ زندگی

پاؤں نہ دور دور بھی اپنی خبر کو میں  
 پھر ڈھونڈتا ہوں آپکی پہلی نظر کو میں  
 اک اک نگہ میں سینکڑوں تیروں کے وار ہیں  
 رکھوں کہاں سنبھال کے قلبِ جگر کو میں  
 ایسے گئے کہ زندگی کی شام ہو گئی  
 لاؤں کہاں سے ڈھونڈ کے گذری سحر کو میں  
 مدت میں جلوہ گر ہوئے بالائے بام وہ  
 اس چاند کو میں دیکھوں دیکھوں تھر کو میں  
 جیت زنگاہ یار نے کیا جانے کیا کیا  
 حیراں ہوں اب کہاں رہوں جاؤں کدھر کو میں



آنکھوں کو فرشتے راہ کئے جا رہا ہوں ہیں  
 اور دل کو جلوہ گاہ کئے جا رہا ہوں میں  
 سینے میں دفن آہ کئے جا رہا ہوں میں  
 پُر نور اپنی راہ کئے جا رہا ہوں میں  
 پھراں سے رسم و راہ کئے جا رہا ہوں میں  
 اور زندگی تباہ کئے جا رہا ہوں میں  
 تیرے بغیر زندہ ہوں کیا لذتِ حیات  
 بے کیف سا گناہ کئے جا رہا ہوں میں  
 رحمت کو تیری بھول کے ہوں بے گناہ ہیں  
 کتنا بڑا گناہ کئے جا رہا ہوں میں  
 مر کے بھی تیرے عشق میں پھر نہر نہیں سکا  
 زندہ ہوں کیا گناہ کئے جا رہا ہوں میں  
 مستی بھری نگاہ نے حیران کر دیا  
 جیتے وہی نگاہ کئے جا رہا ہوں میں

# عظائے نظر

---

پردہ لیں سے مطلب ہے، نہ کچھ کام ہے گھر میں  
 دُنیا مِسرِی آباد ہے پس اُن کی نظریں  
 ذروں میں کبھی دیکھا کبھی سٹنسن و قمر میں  
 وہ حسنِ ازل بس گیا کچھ ایسا نظر میں  
 کچھ زور تمّت میں نہ کچھ جذب نظر میں  
 ایتنا دعاؤں میں نہ کچھ رنگ اثر میں  
 تو بھی تو اسی بوشِ مجت میں انہیں دیکھ  
 اب تک وہی جلوے ہیں ان کی نظر میں

نیرنگی قدرت کی یہ ہم رنگی تو دیکھو  
 رنگین ہے دنیا، سری رنگین نظر میں  
 ہاں ہاں تری منزل تو ہے ادراک سے آگے  
 کیوں لپٹا ہے اُبتک تو یہیں زبر و زبر میں  
 میں آپ کا ہوں مجھ کو محبت سے جو دیکھو  
 بیگانہ ہوں میں آپ کی بیگانہ نظر میں  
 اس عالم حیرت کا تماشا ہو تو کیونکر  
 پہناں ہے جو عالم میری حیران نظر میں

# تصویر تقدیر

تصویرِ محبت میں فضاؤں کو بنا دوں  
 سجدوں سے ترے کوچہ کا ہر ذرہ بسا دوں  
 میں اپنی جبیں در پہ ترے ایسی جھکا دوں  
 بگڑی ہوئی تقدیر زمانے کی بنا دوں  
 میں دولت کو نین بھی تجھ پر سے لٹا دوں  
 اور ہستی نایاب تری رہ میں مٹا دوں  
 میں بلبل و قمری کی صداؤں کو بھلا کر  
 اک نغمہ تو کیا ہے تجھے سونے سنادوں

اک غمزہ نثر کا نہ سے جو مجھ کو مٹا دے  
 میں مر کے بھی اس شوخ کو جینے کی عادتوں  
 جس درد سے عالم کا ہر اک ذرہ ہے مہمور  
 اس درد کو اپنے دل محزون میں چھپاؤں  
 تو سننے پہ آئے تو میرے بھولنے والے  
 فرقت کی کہانی تجھے نعموں میں سناؤں  
 یہ زور سخن ہے کہ تیر کی روانی  
 حیرت سے ہر اک دل کو میں آئیۂ بناؤں



امیرِ صادقِ غیبِ مخلصِ فقیرِ محبوبِ نامِ خسروؑ  
 وِلائے دینِ کا پیامِ خسروؑ نظامِ حقِ کا نظامِ خسروؑ  
 جو ناظمِ حقِ نظامِ دینِ تھے تو منتظرِ انتظامِ خسروؑ  
 تھے روحِ حقِ انکلامِ حضرتِ کلیمِ روحِ الکلامِ خسروؑ  
 مراد مندوں کا نورِ تم ہو نہاروں تم پر سلامِ خسروؑ  
 ہوئے ہیں شاہِ وگدا نہاروں تمہارے دیکے غلامِ خسروؑ  
 تمہارے سوزِ دروں کے جلوے لگاہ مرشد ہیں جلوہ گر  
 عطا ہوتی شد لبوں کو اپنے اسی حجتِ کا جامِ خسروؑ  
 پڑے ہیں در پر تمہارے بے بسِ غیبِ کھولوں روں بکس  
 ستم زدوں کا ہو تم سہارا تمہیں سے ہے اب تو کامِ خسروؑ  
 وہ حیرتِ چشمِ مستِ حیران کہ جس سے سنبھلا نظامِ وراں  
 اسی میں حیرتِ لہے پر نشیاں ہی، دھنِ صبحِ شامِ خسروؑ



اپنی ہستی نے رکھا آپ سے پہناں مجھ کو  
 اُن کے جلووں نے کیا مجھ پہ نمایاں مجھ کو  
 مار کے زندہ کیا تو نے مہری جاں مجھ کو  
 اُٹھنے دے گا نہ کبھی یہ ترا احساں مجھ کو  
 مرتے مرتے بھی رہا آپ کا ارماں مجھ کو  
 چلتے دم خوب ملا حشر کا سا ماں مجھ کو  
 رُخ روشن نے کیا آپ کے حیراں مجھ کو  
 ذرہ ذرہ میں نظر آیا چراغساں مجھ کو  
 کیا کرشمے ہیں مہری تازگی وحشت کے  
 روز ملتے ہیں نئے دشت و بیاباں مجھ کو  
 اک چکا چوند ہوئی آئے بھی در چل بھی دئے  
 وہ لمبے بھی تو لمبے برق بداماں مجھ کو  
 حسن آئینہ ہوا عشق کی حیرت نہ گئی  
 ان کی حیرت نے کبھی چھوڑا نہ حیراں مجھ کو

## (خمیسہ)

سناؤں قدرتی اُلفت کا تم کو افسانہ  
 کھلا شرابِ حقیقت کا جبکہ میخانہ  
 جمائی قدسیوں نے آکے بزمِ رندانہ

ہزار شوق سے جس نے پیادہ پیمانہ  
 بلالؓ تھا وہ محمدؐ کا ایک مستانہ

زباں سے اُن کا بیاں ہو سکیگا کیا قصتا  
 وہ ٹھاٹھیں بھرتا ہوا عشق کا تھا اک دریا  
 اٹھائے صدموں پہ صدمے مگر خموش رہا

مصیبتوں میں رہا مدتِ حال بے پروا

وہ گویا جان سے آیا تھا ہونکے بے گارہ



یہودیوں نے عجب اُن پر ظلم ڈھائے تھے  
 وہ ان کو جلتنی ہوئی ریت پر لٹاتے تھے  
 وہ سینچیں لوہے کی سینے پہ گرم رکھتے تھے  
 ہزار جان لکل جائے وہ یہ کہتے تھے  
 کہ میری جان حزیں ہے بنی کا نذرانہ

کہیں جو حضرت صدیق اس طرف آئے  
 تو دیکھا سُرخ تھے سب زخم خون سے آنکے  
 مگر زباں سے یہ کلمہ بنی کا پڑھتے تھے  
 وہیں چھڑایا یہودی سے اُن کو حضرت نے  
 چچکا کے سودا دیا اس کو تھوڑا بیسارہ

پھر ان کو لائے حضورِ نبی کون و مکان  
 کہ جن پہ مرتا تھا سو جاں سے عاشقِ مہیاں  
 لگایا زخموں پہ حضرتِ جبِ لعابِ وہاں  
 تو زخم بھر گئے جن سے ہوا تھا خونِ رواں  
 کھلا تھا رحمتِ عالم کا یہ شفا خانہ

ادھر خدا کے تھے روح الامیں پیام رساں  
 وہی پیام سناتے تھے ان کو شاہِ جہاں  
 یہ اُس پیام کو خلقت میں جاگے کرتے بیاں  
 نبی خدا کی زباں تھے تو یہ نبی کی زباں  
 وہ حق سے آئے منادی کالے کے پرانہ

جو آئی بونش پہ دونوں جہان کی رحمت  
 تو بھر دی سینے میں کون و مکان کی لٹا  
 سنی جوان کی صدا میں عجیب سی رقت  
 سپرو ہو گئی اُن کے اذان کی خدمت  
 فضا میں گونجی پھر ان کی اذانِ مستانہ

وہ اپنی قدرتی لگنت کے بوشکار ہوئے  
 غلط زباں کی شکایت کے اُن پہ وار ہوئے  
 اذان چھوٹنے پر ایسے بیقرار ہوئے  
 کرشمے قدرتِ حق کے یہ آشکار ہوئے  
 جو اُن کی عرش پہ پہنچی صدائے مستانہ

صدا یہ آئی کہ اے تاجدارِ خستہ دلاں  
 اذان دے گا نہ جنتک بلالِ پاکِ ہاں  
 نکلنے دیکھا نہ سورج کو ربِ کون و مکاں  
 بلا یا اُن کو جو حضرتِ نبیؐ کے دیں وہ اذان  
 تو بیٹیا جگرے ہیں روتا تھا حق کا دیوانہ

ہے خستہ حال ہمارا تباہ ہے حالت  
 ہے پائمال زمانے میں اب بھی یہ امت  
 اذان کی آپ کی محتاج اب بھی ہے خلقت  
 کہاں یہ حیرتِ حیراں کہاں تری مدحت  
 قبول ہو شہا حیرت زدہ کا نذرانہ



۱۷۹

# نعتِ گریب

اے شاہِ عرب کشتیِ مری پار لگا دے  
 اے غم سے چھڑا دے

صدقے ہو اللہ تیرے حسن پہ شاہ  
 پیدا ہوئی تیرے ہی تصدق میں جو دنیا  
 مجھ کو اسی دنیا ہی میں اے شاہ بسا دے

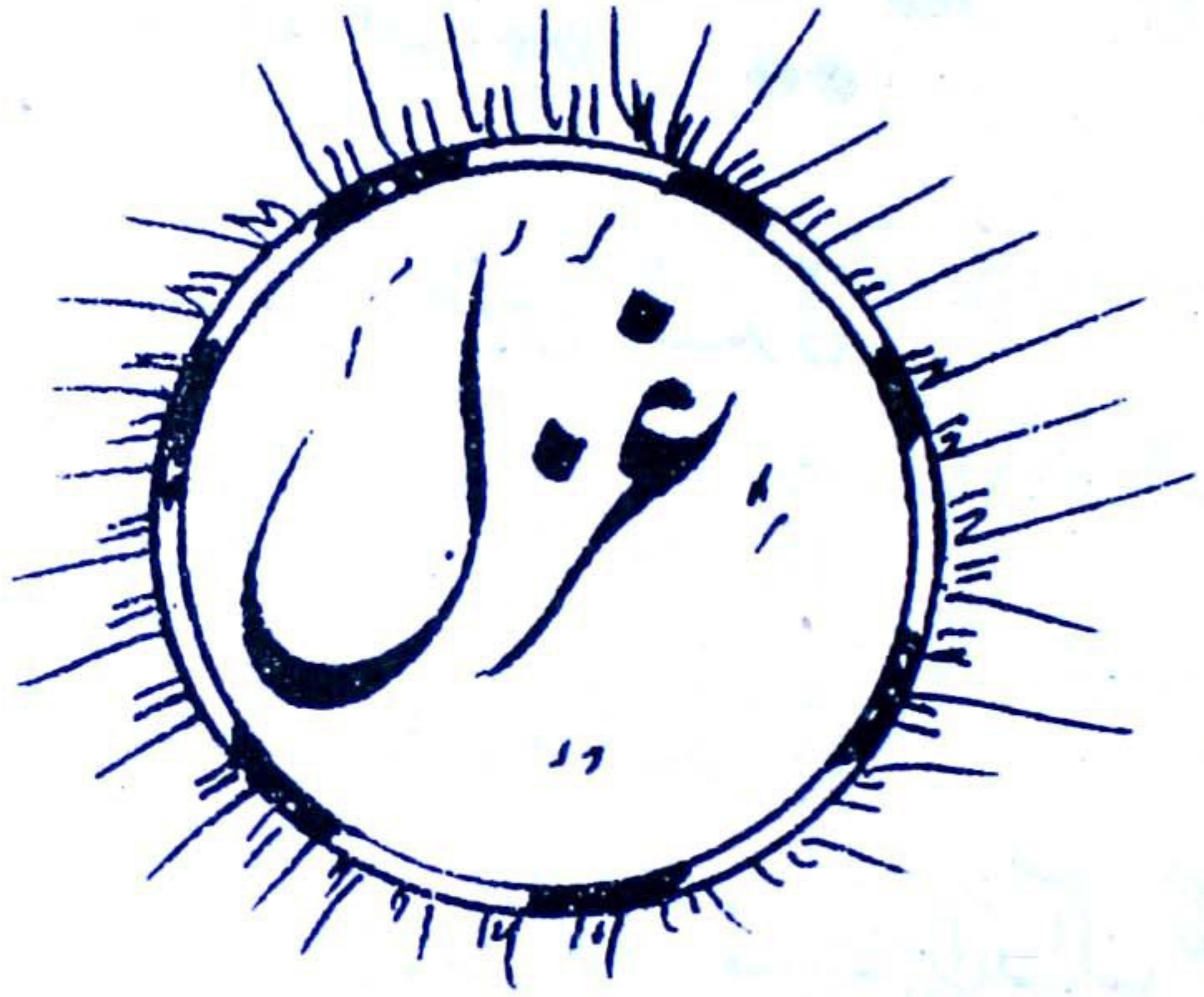
پھر بگڑی بنا دے  
 اے غم سے چھڑا دے

بو بگر و عمر حضرت عثمانؓ کا صدقہ  
 اور مولا علیؓ اس شہِ ذلثیان کا صدقہ  
 حیرانِ غم، بھر کی حیرت کو مٹا دے

داروئے شفا دے  
 اے غم سے چھڑا دے

# نعتیہ کبریت

رحمت نبی کی چھاگئی - بخشش کا بینہ برساکئی  
 آگئی لو آگئی - رحمت نبی کی چھاگئی  
 کھل گئے جنت کے باغ - ٹھنڈے ہوئے سینے کے داغ  
 ہنسنے لگے روتے ہوئے - اٹھ بیٹھے سب سوتے ہوئے  
 وہ حورو و غلماں آتے ہیں - اور وجد میں سب گاتے ہیں  
 امت نبی کی آگئی - لو آگئی - رحمت نبی کی چھاگئی  
 جن کے لئے حیران تھے - بیتاب تھے بے جان تھے  
 جن کے لئے روتے تھے ہم - جاں ہجر میں کھوتے تھے ہم  
 سورت پھران کی دیکھ لی - بگڑی ہوئی سب بن گئی  
 حیرت دلوں پہ چھاگئی - لو آگئی - رحمت نبی کی چھاگئی



عاشق نور بنی خواجہ اولیں قرنی      مرجب لائے جو سینے میں جا ل ازی  
 مرٹے جن پر انہیں دیکھا نہ لک آکھی      انکو اللہ سے بے دیکھے ملی بدوری  
 بدلے اک دانت کے سب دانت دم میں شہید      جاں نثاری بھی نہیں حصہ تقدیر سے ملی  
 ہم بھی جن میں ترے بے بس مسکریں ہا      ہم پہ بھی ایک نظر لطف سے حق دلی کے

اسکی بھی زندگی اب ایک ٹھکانے لگ جائے

اپکا حیرت جیراں ہے غلام ازی

# نور اویسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرجا دیدہ پر نور اویسی تیرنی  
 لوح محفوظ سے لائے تھے جو انوارِ نبیؐ  
 جب شہادتِ درِ زندانِ مبارک کی سنی  
 خونِ دل کھول اٹھایسے ہر اک لگی  
 کر دیئے دم میں ہنسیا پنے بھی دانت سبھی

روزِ بیثاق ہی چمکا جو نبیؐ کا جلوہ  
 ہو گئے دونوں ہی آپس میں وہیں سے آگاہ  
 اے دیکھا نہ کبھی دنیا میں پائی وہ نگاہ  
 آپ کے عشق کے سرکارِ دو عالم ہیں گواہ  
 آپ عشاق کے سراج ہیں اللہ غنی



ایک دن چل دیئے وہ جوش میں سمت اٹھے  
 نیل گائے کو وہاں راہ میں پیاسا دیکھا  
 اضطراب اس کا نظر آیا جو اپنے دل سا  
 اس کے پیچھے چلے اک سوز کی لیکر دُنیا  
 لے چلی جانے کہاں اُن کو کیجے کی لگی

وہ تڑپتی ہوئی پہنچی جو نہی پانی کے قریب  
 بچھ گئی پیاس ہوئی سینے کی ٹھنڈک نصیب  
 بس پلٹ آیا وہیں سے وہ جو ال مردِ عجیب  
 دل میں رکھے ہوئے بتیابی دیدارِ حبیب  
 کہیں بچھ جائے نہ اس طرح سرے دل کی لگی

آخر اک دن ہوا اک ایسا گر شممہ ظاہر  
 بے خوری آپ کی لے پہنچی وراقدس پر  
 دیکھا تشریف نہیں رکھتے ہیں گھر پر سرور  
 سیدہ فاطمہؓ بولیں ہے کہاں آپ کا گھر  
 آپ تشریف رکھیں آئینگے آبا جی ابھی

بولے یا سیدہ کیا بیٹھے یہ فرقت کا شکار  
 اپنے آبا سے نہ کہنا یہ میری حالت زار  
 قلب نازک کوئی عدم نہ ہوئے زہار  
 ان کے کندھوں پہ ازل سے ہے تسقا کا جو با<sup>عبت</sup>  
 مجھ پہ سب آن پڑے جیسی بھی ہو ان پہ پڑی

چلدیے آپ تو گھر پیچھے سنبھلے کون و مکاں  
 دیکھا خوشبو ہے نئی گھر میں، کچھ اور سماں  
 پوچھا بیٹی سے یہاں آیا تھا کوئی ہماں  
 کیسی صورت تھی مجھے جا۔ بتا اے سرری جاں  
 آتی ہے عالم ارواح کی خوشبو بھینی

سیدہ بولیں میں کیا ان کا بتاؤں نقشہ  
 ان کی ہیبت لہرزا مٹی تھی میں تو ابا  
 بال بکھرے ہوئے اور جسم ہوا تھا کانٹا  
 اور آنکھوں میں نظر آتی تھی قدرت کی جینا  
 بانیں کرتے ہوئے پھولوں کی لگی جیسے جھڑی

یو لے حضرت کہ او لیں آیا تھا اور چل بھی دیا

روزِ اول میرے جلوؤں کی ملی جس کو ضیبا

کس طرح آیا تھا کس چال سے وہ آ کے گیا

اب میری لاڈلی بیٹی تو مجھے چل کے دکھا

اب کہاں مجھ کو ملیگا وہ مرا حق کا ولی

یو لے جیڈر سے بنی جب مسردم ہو آخر

کرتن لے جانا میرا سوئے اویس دلبیر

اس کو پہنا میں اتھیں آپ بھی ہوں اور عمر

جامعہ خاصِ بنوت کی امانت لے کر

چل دئے سوئے قرن حضرت فاروق و علیؓ

کرتے پہناتو گرے سجدے میں وہ بہرِ دُعا  
 بخش دے امتِ محبوب کو تو میرے مُخدا  
 دین و دُنیا کی انہیں برکتیں ساری ہوں عطا  
 ان کے ہر کام میں حاصل ہو سدا تیری رضا  
 آپ کے فیض سے امت کی ہر اک بات بنی

اُس کو کیوں ہوگا کوئی خوفِ قیامت دل میں  
 موت کے وقت رہے آپ کی اُلفتِ دل میں  
 مثلِ آئینہ رہے آپ کی صورتِ دل میں  
 حیرت دید کی لیجائے نہ حسرتِ دل میں  
 اپنے حیرت کو دکھا دیجئے دیدارِ کبھی



انوارِ حق عیاں ہیں خواجہ کے آستان سے

اُس بے نشاں کو پایا میں نے اسی نشاں سے

روشن ہے کل زمانہ جس حسنِ صوفشاں سے

حسنِ معین دین ہے چمکا جولا مرکاں سے

خواجہ کی برکتوں سے خواجہ کی رحمتوں سے

اجمیر کی وہ گلیاں ملتی ہیں آسماں سے

جو دو عطا و بخشش فیضان کے کرم کے

چشمے ابل رہے ہیں خواجہ کے آستان سے

بے بس ہوں نازاں ہوں برباد دروہاں ہوں

آخر کہاں ہیں جاؤں اب تیرے آستان سے

محتاج و بے نوا کی اب لاج ہے بھٹی کو

سب کچھ اٹھوں گا لیکر تیرے ہی آستان سے

تیری تجلیوں میں گم ہو چکا ہے حیرت

پائے نشان اپنا حیرت زدہ کہاں سے

میرے مخدوم محبوبِ الہی  
 نہ رکھ مخدوم محبوبِ الہی  
 میرا مقسوم محبوبِ الہی  
 میرا مفہوم محبوبِ الہی  
 نبی کی جاں علیؑ کا دل یہی ہیں  
 سخی معصوم محبوبِ الہی  
 میرا ایمان ہے تجھ کو میرا حال  
 ہے سب معلوم محبوبِ الہی  
 ترے کوچے میں نقشِ پا کی صورت  
 رہوں مخدوم محبوبِ الہی  
 فرید الدین کا صدقہ اکِ نظر ہو  
 کھلیں مقسوم محبوبِ الہی  
 نظامِ حیرتِ بے نظمِ حضرت!  
 نہ ہو منظوم محبوبِ الہی

# مخمس

عاجزوں پہ اپنے مولا اب تو احساں کیجئے  
 دردمندوں کی دوا عیسٰیؑ دوران کیجئے  
 غم نصیبوں پر کمر کچھ اب تو ایجاں کیجئے  
 وارثِ منگل کشا منگل کو اسماں کیجئے  
 پنجتن کا واسطہ ہر دگر کا دریاں کیجئے

دل کے داغوں کو مرے رنگتساں کیجئے  
 سینہ تاریک کو پر نور عرفاں کیجئے  
 گلشنِ ویران کو جان بہاراں کیجئے  
 شامِ غربت کو ہماری صبح خنداں کیجئے  
 اک جھلک دیکھے ہمیں در اہلِ میاں کیجئے



ہم نہیں کہتے کہ ہم کو دولتِ دنیا ملے  
 عزت و حرمتِ بے شوکت ملے رتبہ ملے  
 آپ کے ہاتھوں ہمیں جو کچھ ملے اچھا ملے  
 مل گیا سب کچھ اگر اک بھیک کا ٹکڑا ملے  
 دیکھے اور بے نیاز دستِ شاہاں کیجئے

ہم بُرے ہیں یا بھلے کہلاتے ہیں اب آپ کے  
 جینے پہ لاچار ہیں مجبورِ غم ہیں . جی رہتے  
 اپنے محتاجوں کو اب اللہ نہ یوں ترسائیے  
 ہاں کرم فرمائیے مولا کرم فرمائیے  
 ہم گداؤں پر نظر اسے شاہِ خواہاں کیجئے

اُس کا سر ہے آپ کے در پر ہی جھک کر سرفراز  
 غیر کے آگے وہ کیسے کر سکے دستِ دراز  
 اُس کو ایسا آئینہ دے اے مرے آئینہ ساز

دوسری چیز انہوں سے دل ہو اُسکا بے نیاز  
 اپنے چہرے کو فقط اپنا ہی جیراں کیجئے



اپنے جلوؤں کو مہری ذات میں پہنا کر دے  
 ذرے ذرے کو مرے ہر درخشاں کر دے  
 ذوقِ دیدارِ مہری زلیبت کا سا ماں کر دے  
 میرا ہر تارِ نظر تارِ رگِ جاں کر دے  
 قلبِ مضطر کو یہاں بھی تو پریشاں کر دے  
 کاششِ پامال کوئی گورِ غریباں کر دے  
 واغنائے دل پر سوزِ نمایاں کر دے  
 ان کی محفل میں بھی اب چل کے چراغاں کر دے  
 پاؤں پھلنی ہوئے لیکن نہیں جاتی وحشت  
 اب تو تلوؤں میں نہاں کوئی بیاباں کر دے  
 چاکِ دامن سے نظر آتے ہیں انوارِ ازل  
 اے جنوں اب تو مجھے صاحبِ عرفاں کر دے  
 میری حیرتِ ترے جلوؤں کیلئے وقف ہے، اب  
 ہوش میں لا اُسے یا اور بھی حیراں کر دے

اُن کے رُخ سے جو جلوے بکھر جائیں گے      سائے عالم کو روشن وہ کر جائیں گے  
 مرنوالے ہیں آخر تو مر جائیں گے      نام اُن کا تو دنیا میں کر جائیں گے  
 تو جفا کرنے کر رہے تھے اختیار      ہم وفاؤں پہ اپنی ہی مر جائیں گے  
 آستانہ ترا ہے در اپنی جبین      اس کو چھوڑیں گے ہم تو کدھر جائیں گے  
 ابنِ حیدر پہ سو جان سے ہیں نثار      نام شبیرؑ پر ہم تو مر جائیں گے  
 درد تیرا ہی ہے زندگی جانِ جاں      تیرے اس دردِ دین ہم تو مر جائیں گے

اپنی حیرت کی ان کو خبر ہو نہ ہو

ہاں دلوں کو وہ حیران کر جائیں گے

# دیوانوں کی دنیا

محفل آباد رہی آپ کے دیوانوں کی      دلیں بھیر رہی مر کے بھی مانوں کی  
 مہتر سی پڑے رقتل گہ ناز میں آئیں      عشق رکھتا ہے طلبتہ ہی دیوانوں کی  
 حن کی شمع روشن تو انہیں دم سے      زندگی مٹ کی مر کے بھی پروانوں کی  
 ایک ہی جنت میں دیوانے ہوئے ہر سارے      انکو دیوانوں کی روکتیں نڈانوں کی

حیرت عشق ہوئی سارے جہاں کی حیرت

دنیا حیران رہی آپ کے حیرانوں کی

# حجابِ زندگی

حجابِ زندگی اٹھتے نہیں یونہی اٹھانے سے  
 کسی سے دل لگا کر دور ہو بیٹھو زمانے سے  
 غرض کیا ہے جہاں سے واسطہ کیا ہے زمانے سے  
 پڑے ہیں آپ کے در پر لگے ہیں اب ٹھکانے سے  
 مہری مٹی لگی ہے مدتوں میں اب ٹھکانے سے  
 کہلا جاؤں گا اٹھ کر اب تمہارے آستانے سے

کسی کے غم میں مرٹنا جیاتِ شادمانی ہے  
 ابد تک نام زندہ ہے کسی کے کام آنے سے  
 مری بے تابوں سے برق لرزاں چرخ سرگرداں  
 الگ رہتی ہے کوسوں برق میرے آشیانے سے  
 سلا یا ہے کچھ ایسا تھپکیاں صیاد نے دیکر  
 سمجھتے ہیں نفس کو اب تو بہتر آشیانے سے  
 زبانِ نواسیرانِ نفس صیاد کیا سمجھے  
 نتیجہ کیا ہے رو دادِ الم اس کو سنانے سے  
 بس اب رہنے بھی دیجے ایسی بھی تیرا فگنی کیا ہے  
 جدھر بھی تیر پھینکا اپنے بیٹھا نشانے سے

محبت فقر و محبوبی سخن دانی و حق بینی  
 لا خسرو کو حسن ایسا نظائی آستانے سے  
 بھنور میں کشتی دل کو جہاں دیکھا وہیں پہنچے  
 ازل سے وہ لگاتے آئے ہیں سب کو ٹھکانے سے  
 نگاہ لطف اس جانب بھی محبوبی کے صدقے ہیں  
 کہ لگ جائے ہماری کشتی دل بھی ٹھکانے سے  
 مری حیرت کا ہر جلوہ تصدق انکے روضہ پر  
 بنا ہوں نقش حیرت میں اسی آئینہ خانے سے





# آتشِ خاموش

(گیت)

مجھے سوزنے پہونکا میں جان سے ہاری

کیسے کیسے جیون غمِ حیر کی ماری

دیکھا ایک نظر

بھولی اپنی خبر

میرے قلب اور جگر

بن گئے زخمِ کاری مجھے سوزنے پہونکا

میں جان سے ہاری

نہ تو مجھ سے ملے

نہ جدا ہی رہے

نہ کچھ اپنی کہی

نہ سنی میری زاری۔ مجھے سوزنے پھونکا

ہیں جان سے ہاری

اب نہ جاہی سکوں

نہ بلاہی سکوں

نہ مروں نہ جیوں

ہائے رہے بقیاری۔ مجھے سوزنے پھونکا

ہیں جان سے ہاری

اُن پہ میں مڑ گئی

مجھ میں وہ بس گئے

دونو ایک ہوئے

رہ گئی پردہ داری۔ مجھے سوز نے پھونکا

میں جان سے ہاری

اُن کی چاہت ہوں میں

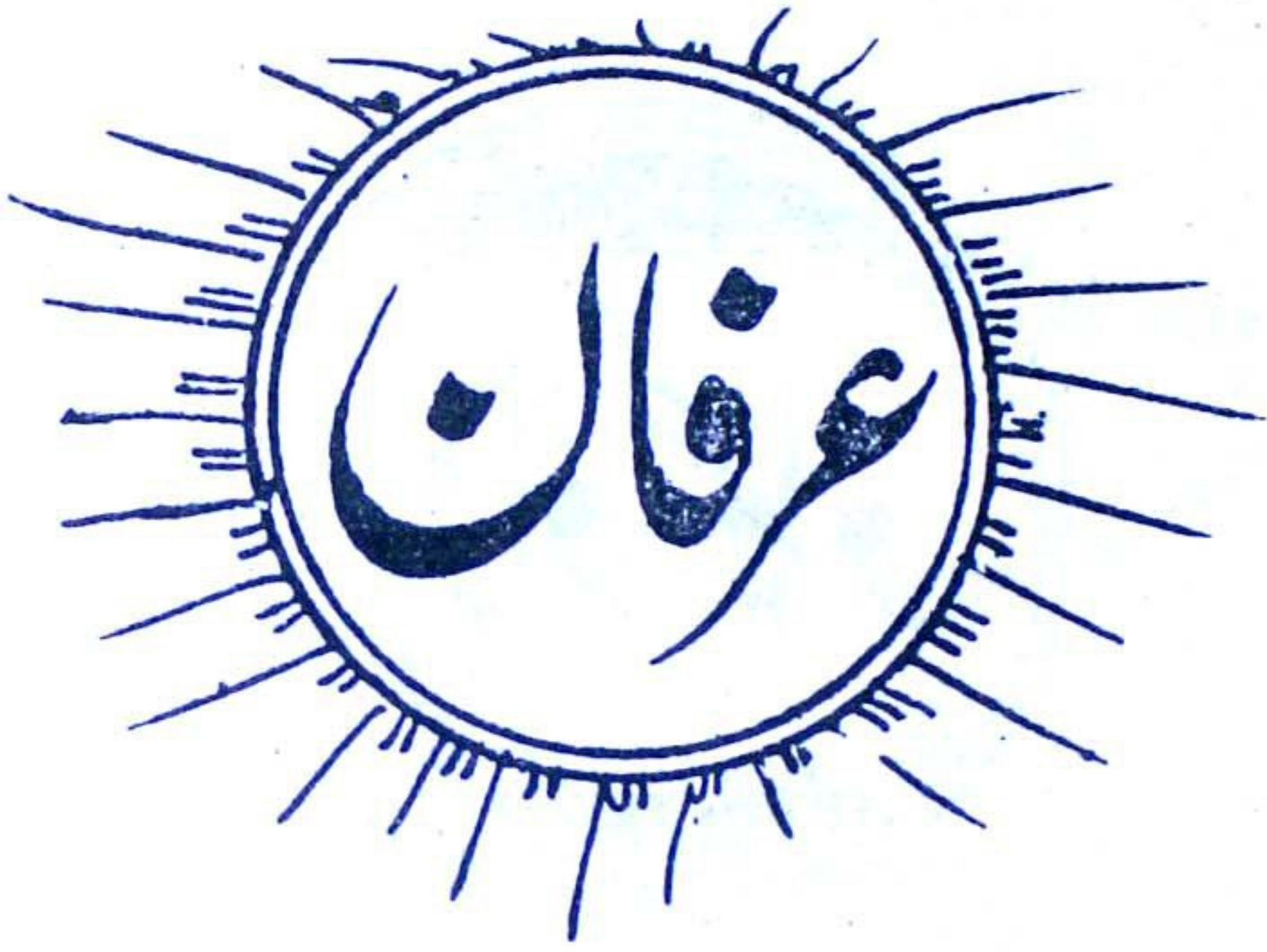
میری رنگت ہیں وہ

میری جیرت ہوئی

اُن کی آئینہ داری۔ مجھے سوز نے پھونکا

میں جان سے ہاری





میرا دل ٹوٹا ہوا ارمان ہے  
 تجھ پہ صدقے جانِ دل قربان ہے  
 ٹکڑے کرے دھجیاں میری اڑا  
 دیکھتا ہوں اپنی ہستی میں تجھے  
 مجھ کو کوئی کام بھی آساں نہیں  
 تیرے ہونے سے وہ حیرت ہو تو ہو  
 اصل میں بے بس اک انسان ہے  
 ان کے جلوے میری حیرت ہیں مگر  
 یہ دل حیراں عبث حیران ہے



کیوں مِسرِی زندگی تباہ ہے      مجھ پہ جب آپ کی نگاہ رہے  
 مے و مینا سے رسم و راہ ہے      میسکرہ ہی پناہ گاہ رہے  
 سر نہ اٹھے کبھی تر اُجھک کر      اُنکے قدموں سے ہی بناہ ہے  
 حشر کیا ہے کرم کی بارش ہے      بھول میں ہم تو بیگناہ رہے  
 اُسکی حیرت کی اہتہا نہ رہے  
 اتنی حیرت پہ بھی نگاہ رہے



تمہارے در پہ مٹ کر طے کئے کون و مکاں ہم نے  
 کہاں چھوڑا تھا اپنے آپ کو پایا کہاں ہم نے  
 تصور میں کسی کا حسن پایا جا وداں ہم نے  
 اسی حسنِ تصور کو بنایا حرزِ جساں ہم نے  
 مٹایا عاشقی میں اپنا سب نام و نشاں ہم نے  
 سجایا نعتِ دل سے گلشنِ کون و مکاں ہم نے

گرائیں باغ پر آہ و نغاں کی بجلیاں ہم نے  
 جس لایا اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا آشیانہ ہم نے  
 ادھر بجلی جلانے کیلئے آئی نشیمن کو  
 ادھر جانا کسی برق پتاں کو آشیانہ ہم نے  
 شرابِ ناب کسی بادلوں سے ہم جدھر پیچھے  
 بدل دی ایک تعزین میں فضا کے آسماں ہم نے  
 کسی کے خونِ بیکس پر کبھی آتش جوڑے تھے  
 تو ہر آتش کو پایا ایک بحرِ بیگراں ہم نے  
 مہری حیرت کے نقشے میں سما یا گلشنِ عالم  
 ہر ایک ذرے کو پایا اپنی حیرت کا نشانہ ہم نے



سینہ ہے میرا لالہ زار سوزِ دروں بہا ہے  
 درد ہے میری زندگی دکھی تڑپ قرار ہے  
 دل میں تمہاری یاد ہے آنکھوں کے دُبر ہو تم  
 کیسے کہوں کہ ہجر میں آنکھوں کو انتظار ہے  
 غم اُسے غم نہیں کوئی اُسکو خوشی خوشی نہیں  
 سب سے بے نیاز جو جو جمالِ یار ہے  
 اُس کو کسی سے کیا غرض رُئے نہ رُئے اب کوئی  
 کشتہ انتظار کی خاک بھی سو گوار ہے  
 او میرے بے خبر تو دیکھ اُسکو نہ پاؤں مال کر  
 تیرے ہی نمگسار کا ڈھیر نہیں مزار ہے  
 اپنی سی ہم تو کر چلے اُن کی رضا پہ مرے  
 اپنی تو بات بن گئی اب انہیں اختیار ہے  
 بارگہ نیاز سے اُس کو نہ کیجئے جدا  
 حیرتِ زار آپ کا بندہ خاکسار ہے

## (خمس)

وہ جن بوجھ سے مجھے بیگانہ بنا دے

اجڑے سے سرے دل کو پر نجانہ بنا دے

ہر سانس کو اک درد کا افسانہ بنا دے

مجبورِ غمِ عشق کو دیوانہ بنا دے

عالم کو اسی حسن کا پروانہ بنا دے

وہ تیر نظر جبکا زمانہ ہوا شیدا

سینے میں اتر جاتے ہیں جو بنکے تمنا

جن کیلئے ہر عاشق بیدل ہوا رسوا

آباد تھی ایک ایک ہیں سو حسن کی دنیا

دل کو انہیں تیروں کا تو نذرانہ بنا دے

جس دل میں سمایا نتر اسودائے محبت  
 مسر رہے ہر حال میں تیدائے محبت  
 ہے جس کو ملا دیدہ بینائے محبت  
 دم بھرتا ہے تیر ہی وہ رسوائے محبت

فرزانہ بنایا اُسے دیوانہ بنادے

دزدیدہ نگاہوں سے سر دل جو چرایا

حیران بنایا کبھی آئینہ دکھایا

آنکھوں سے چھپا اور کبھی وہ دل میں سمایا

حیرت کا وہ عالم ہے مٹایا نہ بنایا

حیران تمنا کو وہ کیا کیا نہ بنادے



ترے درد کی کہانی میرا رازِ زندگی  
 ترے حُسن کا فسانہ ہے میرا غمِ نہانی  
 میرا راز ہے اگر تو۔ تو میں ہوں تیری نشانی  
 نہ تری حیات فانی نہ میری حیات فانی  
 کروں دید کی طلب کیوں سنوں کیوں میں بن تیری  
 ہے ابھی میری نظر میں وہ ادائے من رآنی  
 میں تجھے ازل میں کھو کر رہا عمر بھر تڑپتا  
 اسی جستجو میں آخر کبھی شمعِ زندگی  
 مری تیز بختیوں کی نہ مٹی کبھی سیاہی  
 رہی عمر بھر فردزاں میری شمعِ زندگی  
 وہی بیقراریاں ہیں۔ وہی اضطرابِ اس کا  
 بجز اس کے کیا ہے حیرتِ دلِ زار کی کہانی



# پہمیانہ چشم

اُس دل کو کسی آنکھ کا پیمانہ بنا دے  
 پھر جان کو میخانوں کا خمخانہ بنا دے  
 میں یہ نہیں کہتا مجھے فرزانہ بنا دے  
 تو چاہے تو اے جاں مجھے دیوانہ بنا دے  
 اپنا نہیں کرنا ہے تو بیگانہ بنا دے  
 بیگانگی بھی ہاں مجھے تیرا نہ بنا دے  
 روشن ہیں تیری ذات سے عالم کی فضا میں  
 میرا بھی سببہ خانہ ضیا خانہ بنا دے  
 اس حُسنِ تماشا گرِ عالم کو مرا جذب  
 دُنیا کے تماشوں کا تماشا نہ بنا دے  
 جبرتا ہوں کبھی اور کبھی گم کر دہ حیرت  
 وہ حُسنِ مجھے عشق میں کیا کیا نہ بنا دے

# ایضرتانی

سنگِ درجائے نال ہے اور ہے مری پشانی  
بجو دکئے دیتی ہے ہر ذرہ کی تابانی

وہ تیر نظر آیا دل دینے کی گٹھانی

لازم ہو کر کرتی ہے ہمان کی ہمانی

صدقے ترے جلوؤں کے اے ساتی لائانی

حیرت کو بنا ڈالا آئینہ حیرانی

دنیا سے سکوں بھی ہے جمعیتِ دل بھی ہے

الفت کی پریشانی کیسی ہے پریشانی

جس سمت نظر اٹھی بیدار کرشمے ہیں

حیرت کا تصور ہے اور جلوہ نورانی

خموشی کے سوا ہو اور کیا طرزِ بیاں میری  
 کہ اک لفظ محبت ہے مکمل داستاں میری  
 تمہارے دم سے جب بگڑی رہے گی مہرباں میری  
 تو کیوں تقدیر بن جائے نصیب دشمنان میری  
 فریب پر وہ داری ہے حیات بے زباں میری  
 الم نشرح نہ کر دیں مجھ کو پردہِ داریاں میری  
 تیرے تیروں کا صدقہ ہے حیاتِ جاوداں میری  
 مجھے زندہ کئے دیتی ہے مرگِ ناگہاں میری  
 مری بے تاب یوں سے برق لوزاں چرخِ سرگرداں  
 لرز نے بھی نہ دیں گی برق کو بے تابیاں میری  
 دل پر سوز کے تاروں کو تنکوں کی جگہ رکھ دوں  
 حفاظتِ ایشیاں کی خود کڑنگی بجلیاں میری  
 یہ کس کا عکس حیرت ہے عیاں ہو کر بھی میں گم ہوں  
 کہ حیرت زائے عالم ہو گئیں حیرانیاں میری

کلامِ ہذا عنایت کرنے کا شکر یہ امجد فرید صابری الوارثی قوال

کسی کا تیر نظر دل کے پار ہو کے رہا  
تو دل نے دم بھی نہ مارا تار ہو کے رہا

تمہاری سوزن مثر کاں نے کی وہ بخیر گری  
کہ رخت ہستی مرا تار تار ہو کے رہا

کھلا تو خانہ دل میں وہ چھپ کے بیٹھ رہا  
چھپا تو ہر جگہ وہ آشکار ہو کے رہا

یہ جذبِ عشق کی تصویرِ زندہ کھینچ کے رہی  
مرا مزار تری راہ گذر ہو کے رہا

تمہارے روئے منور کی روشنی کی قسم  
کہ اس سے قلبِ سیدہ جلوہ بار ہو کے رہا

کسی کے دم پہ دلِ زار صبح و شام مٹا  
کہ جس کے صدقے وہ شبِ زندہ دار ہو کے رہا

حریمِ حسن میں لرزہ نہ کس لئے آئے  
تہ مزار کوئی بے قرار ہو کے رہا

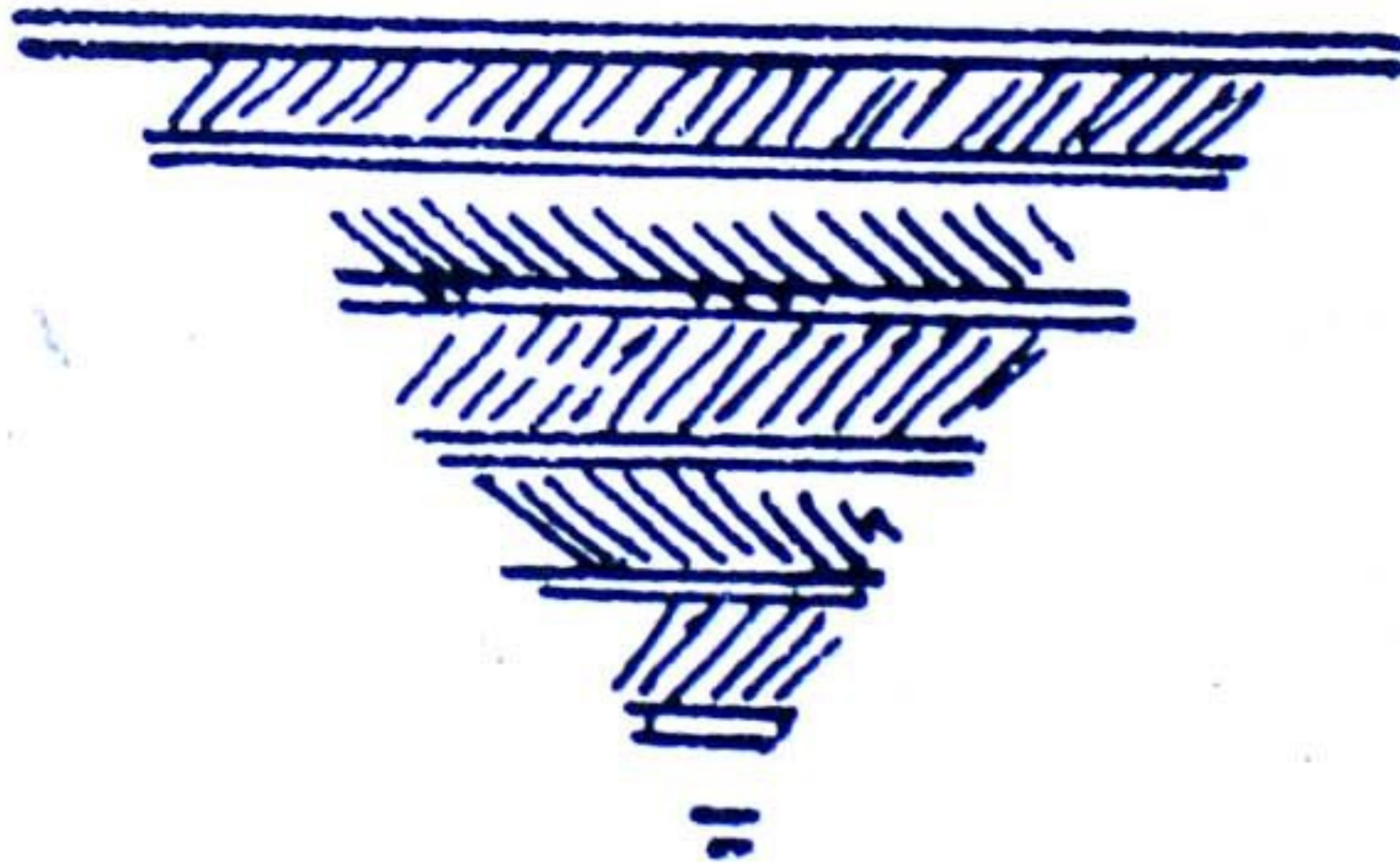
قسم ہے ان کی عطا کی کہ بے بسی کے عوین  
مہر اختیار مرا اختیار ہو کے رہا

اگرچہ حُسن کی حیرت اسے ملی نہ ملی  
مگر وہ عشق کا آئینہ دار ہو کے رہا

کلامِ ہذا عنایت کرنے کا شکر یہ امجد فرید صابری الوارثی قوال



پوٲر بنی بجاستا



ساجن دھاؤ ہمیری اور

ہمے نبیاں تم بن کور

کارے کارے بد رائے بھری چمکت من کر پائے

رات اندھیری گہری ندیا پینا مچاوت شور

ساجن دھاؤ ہمیری اور

کوئل کوکت بھورا ڈولت کلین کلین نگس س ہونڈ

پی پی پیسین میں پکار مور مچاوت شور

ساجن دھاؤ ہمیری اور



میں داسی بن تمڑے داسی تمڑے دس بن جات نرہی

اوسا جن گروا لگا لو سا بچھ بھٹی اب بھور

ساجن دھاؤ ہمری اور

کرم کی پھوٹی جہنم کی ہاری ہساگ کی رات برہو کی ہاری

نام پتھرے بیٹھ رہونگی نئی نویلی نکور

ساجن دھاؤ ہمری اور

باٹ ڈگر موری بہیاں گہنی نندن پکرت لجا پھینی

کون نگر اب پھائے ہو جیت او بالم چت چور

ساجن دھاؤ ہمری اور



پریمی آگ سے کاہے ڈرے

تورا پریم ہے تورا رکھیا

پریم کی آگ تو ہرے جرائے تن من سگرو راہ بناے

پریمی نیزا اب کیا بچا ہے جس کی تو فک کرے

پریمی آگ سے کاہے ڈرے

پریم نے تجھ کو آگ بتایا آگ نے آگ کو کب تھا بھجایا

آگ تو آگ کو اور بھڑکاوے بھٹے جو ایسے مرے

پریمی آگ سے کاہے ڈرے

جن نین مل نیر بہا یو جگ کی آگ کو رو رو بھجایو

جگ کو ٹھنڈا کریں پریمی وہ نیناں حیت بھرے

پریمی آگ سے کاہے ڈرے

تورا پریم ہے تورا رکھیا

پریمی

نختم شد